ISSN: 2410-9843

مسلسل اشاعت کے 22 سال

www.muqaami.pk

MONTHLY Muqaami Hakoomat LAHORE

مینیجنگ ایڈیٹر نعیم ثاقب

چیف ایڈیٹر ڈاکٹر بلال ظفر

ماہنامہ مقامی حکومت لاہور

265 | جلد نمبر 23 | شمارہ نمبر 01 | اکتوبر 2025ء

پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2025

اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی یا بیوروکریسی کی مضبوطی؟

ڈاکٹر بلال ظفر

حالیہ دنوں میں پنجاب اسمبلی نے پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2025 کے نام سے ایک تاریخی قانون منظور کیا ہے اور پنجاب حکومت اس قانون کو صوبے میں جمہوری عمل کو مقامی سطح تک وسعت دینے، شہری خدمات کو بہتر بنانے اور عوامی شرکت کو یقینی بنانے کے لیے ایک بڑی پیش رفت کے طور پر پیش کر رہی ہے۔ مگر دوسری طرف سیاسی ناقدین کا کہنا ہے کہ اس قانون میں انتظامی ڈھانچے کو اس انداز میں ترتیب دیا گیا ہے کہ اصل اختیارات عوامی نمائندوں کے بجائے بیوروکریسی کے ہاتھ میں رہیں گے۔ یہ قانون 20 اکتوبر 2025 کو پنجاب اسمبلی سے منظور ہوا اور گورنر کی منظوری کے بعد باضابطہ طور پر نافذ العمل ہو چکا ہے۔ یہ نیا قانون صوبائی سطح پر حکومت کی تیسری سطح یعنی مقامی حکومت کو آئین کے آرٹیکل 140-اے کے مطابق بااختیار بنانے کا وعدہ کرتا ہے۔ قانون کے مطابق مقامی حکومتیں صوبے کے ہر ضلع میں شہری اور دیہی سطح پر منتخب اداروں پر مشتمل ہوں گی، جو اپنے علاقے میں ترقیاتی منصوبے، مالیاتی فیصلے، اور عوامی خدمات کی فراہمی کے ذمہ دار ہوں گے۔ تاہم اس نئے نظام میں ضلعی کونسلز کو ختم کر کے ان کی جگہ "ضلعی اتھارٹی" متعارف کرائی گئی ہے، جس کی سربراہی منتخب ہیڈ آف لوکل گورنمنٹ یا چیئرمین کرے گا لیکن اسکے ایگزیکٹو

اختیارات صوبائی حکومت کے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے تعینات کردہ چیف ایگزیکٹو کے پاس ہی ہونگے۔ یہی وہ شق ہے جس پر سب سے زیادہ بحث جاری ہے۔ قانون کے ڈھانچے کے مطابق پنجاب میں مقامی حکومت کی تین بنیادی اکائیاں ہوں گی: میونسپل کارپوریشنز، میونسپل کمیٹیاں یا تحصیل کونسلز اور یونین کونسل۔

> **اس قانون میں انتظامی ڈھانچے کو اس انداز میں ترتیب دیا گیا ہے کہ اصل اختیارات عوامی نمائندوں کے بجائے بیوروکریسی کے ہاتھ میں رہیں گے۔**

ہر یونین کونسل تقریباً 25 ہزار آبادی پر مشتمل ہوگی جس میں 13 ارکان ہوں گے، جن میں 9 براہ راست منتخب اور 4 مخصوص نشستیں (خواتین، نوجوان، محنت کش اور اقلیتوں کے لیے) رکھی گئی ہیں۔ یہ اقدام مقامی سطح پر شمولیت، نمائندگی اور سماجی تنوع کو فروغ دینے کی کوشش کے طور پر دیکھا جارہا ہے۔ اس

قانون کے تحت منتخب کونسلوں کی مدت پانچ سال ہوگی، اور ان کے اختتام پر انتخابات کا انعقاد الیکشن کمیشن پنجاب کی نگرانی میں کیا جائے گا۔ نیا قانون حد بندی (delimitation) کے عمل کو بھی نئی تعریف دیتا ہے تاکہ ہر یونین کونسل کی آبادی، جغرافیہ اور وسائل کے لحاظ سے توازن قائم رکھا جاسکے۔

نئے ایکٹ میں دو کلیدی کمیشن بھی قائم کیے گئے ہیں:

1. پنجاب لوکل گورنمنٹ کمیشن، جو نگرانی، احتساب اور پالیسی عملدرآمد کی دیکھ بھال کرے گا۔

2. پنجاب لوکل گورنمنٹ فنانس کمیشن، جو مالیاتی اختیارات، بجٹ کی تقسیم، اور وسائل کے شفاف استعمال کو یقینی بنائے گا۔

(بقیہ صفحہ نمبر 2)

مقامی حکومتوں کو بااختیار بنانے کیلئے فوری آئینی ترمیم کی جائے

پنجاب اسمبلی کی متفقہ قرارداد

نعیم ثاقب

پنجاب اسمبلی نے ایک تاریخی اور متفقہ قرارداد منظور کرتے ہوئے وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ آئین کے آرٹیکل 140-اے کے تحت مقامی حکومتوں کی فوری بحالی اور انکو انتظامی اور مالیاتی طور پر بااختیار بنانے کے لیے آئینی تحفظ فراہم کیا جائے اور کہا کہ اگر اسکے لئے آئینی ترمیم ضروری ہے تو یہ ترمیم فوری طور پر کی جائے۔ یہ قرارداد مسلم لیگ ن کے ایم پی اے احمد اقبال چوہدری (PP-54) کی جانب سے پیش کی گئی جبکہ پی پی پی کے سید علی حیدر گیلانی (PP-213) بھی اسکے شریک محرک تھے۔ قرارداد میں کہا گیا کہ صوبے میں بلدیاتی اداروں کی بار بار تحلیل، مدت میں کمی اور انتخابات میں تاخیر جمہوری اصولوں اور آئین کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ اسمبلی نے ان اقدامات کو عوام کے بنیادی حقوق پر حملہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ مقامی حکومتیں جمہوریت کی پہلی سیڑھی ہیں اور انہیں سیاسی و انتظامی استحکام دیا جانا چاہیے۔ اسمبلی نے مطالبہ

> **مقامی حکومتوں کی فوری بحالی اور انکو انتظامی اور مالیاتی طور پر بااختیار بنانے کے لیے آئینی تحفظ فراہم کیا جائے۔**

کیا کہ منتخب بلدیاتی اداروں کو ان کی پانچ سالہ مدت پوری کرنے دی جائے، انہیں مالی و انتظامی خودمختاری حاصل ہو، اور مستقبل میں کسی بھی حکومت کو انہیں قبل از وقت تحلیل کرنے کی اجازت نہ ہو۔ قرارداد میں یہ بھی کہا گیا کہ الیکشن کمیشن جلد از جلد بلدیاتی انتخابات کے شیڈول کا اعلان کرے اور مزید تاخیر نہ کرے۔ قرارداد میں بین الاقوامی معیارات، خصوصاً کامن ویلتھ پارلیمنٹری ایسوسی ایشن (CPA) کے اصولوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا کہ مضبوط لوکل گورننس ہی عوام کو بااختیار بنانے کا حقیقی ذریعہ ہے۔ اس تاریخی قرارداد کی نقول صدر پاکستان، وزیراعظم، گورنر پنجاب، وزیراعلیٰ پنجاب، سینیٹ و قومی اسمبلی کے اعلیٰ حکام سمیت اہم سرکاری و میڈیا اداروں کو ارسال کی گئی ہیں۔

بعدازاں اسپیکر پنجاب اسمبلی ملک احمد خان نے لاہور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بلدیاتی نظام کے استحکام اور تسلسل کے لیے آئین میں واضح اور ناقابلِ تنسیخ ضمانت شامل کی جائے، تاکہ مقامی حکومتوں کو کسی سیاسی فیصلے کے تحت ختم یا معطل نہ کیا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ مقامی حکومتوں کے بارے میں اب کھل کر بات کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ جمہوریت کی اصل بنیاد اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی ہے۔ جب عوام کو جمہوریت کے ثمرات مقامی سطح پر محسوس نہیں ہوں

گے تو ان کا جمہوری نظام پر اعتماد ختم ہو جائے گا۔ ملک احمد خان نے کہا کہ پارلیمنٹ، قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی طرح بلدیاتی اداروں کی مدت بھی آئینی طور پر متعین ہونی چاہیے تاکہ کوئی حکومت یا سیاسی جماعت اپنی سہولت کے مطابق مقامی حکومتوں کو تحلیل نہ کر سکے۔ انہوں نے بتایا کہ پنجاب اسمبلی میں متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی گئی ہے

(بقیہ صفحہ نمبر 2)

ٹریفک قوانین پر عمل درآمد میں بہتری کی جانب ایک مثبت قدم

> **نظام کی درستگی اور تکنیکی مسائل اب بھی ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہیں۔**

شہریار جنجوعہ

کراچی میں ای چالان سسٹم کا آغاز ٹریفک نظم و ضبط کو جدید خطوط پر استوار کرنے کی ایک اہم کوشش کے طور پر کیا گیا۔ اس نظام کا بنیادی مقصد شہریوں کو ٹریفک قوانین کی پاسداری پر آمادہ کرنا اور خلاف ورزیوں کو خودکار طریقے سے ریکارڈ کر کے مؤثر کارروائی ممکن بنانا ہے۔ ای چالان سسٹم دراصل ایک ٹیکنالوجی بیسڈ ماڈل ہے جس کے تحت شہر بھر میں نصب جدید کیمرے گاڑیوں کی نقل و حرکت، رفتار، سگنل توڑنے، ون وے کی خلاف ورزی یا دیگر قانون شکنی کو خود بخود ریکارڈ کرتے ہیں۔ یہ کیمرے نادرا اور ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کے ڈیٹا بیس سے منسلک ہوتے ہیں، جس کے ذریعے خلاف ورزی کرنے والی گاڑی کے مالک کا پتہ چلایا جاتا ہے اور چالان براہ راست اس کے گھر یا موبائل پر بھیج دیا جاتا ہے۔ کراچی میں ای چالان سسٹم کا پائلٹ پراجیکٹ ابتدائی طور پر شارع فیصل، کلفٹن، اور کارساز جیسے مصروف ترین علاقوں میں شروع کیا گیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس کا دائرہ کار پورے شہر تک بڑھایا جارہا ہے۔ شہریوں کو ای میل، ایس ایم ایس، اور ویب پورٹل کے ذریعے اپنی گاڑیوں کے چالان دیکھنے اور آن لائن ادائیگی کی سہولت بھی فراہم کی گئی ہے۔ یہ اقدام خاص طور پر اُن شہریوں کے لیے آسانی کا باعث بنا ہے جو بینکوں یا دفاتر میں لمبی قطاروں میں کھڑے ہو کر چالان جمع کرانے سے گریز کرتے تھے۔ اب صرف چند کلکس کے ذریعے ادائیگی ممکن ہے۔ اس نظام کے نفاذ کے بعد ٹریفک پولیس کی کارکردگی میں شفافیت آئی ہے کیونکہ اب چالان دینے کا عمل کسی اہلکار کے اختیار پر منحصر نہیں رہا۔ کیمروں کے ذریعے خودکار ریکارڈنگ سے رشوت یا ذاتی جانبداری کے امکانات ختم ہو گئے ہیں۔ ساتھ ہی شہریوں کے رویے میں بھی نمایاں تبدیلی دیکھی گئی ہے۔ پہلے جہاں سگنل توڑنا ایک عام رویہ تھا، اب بہت سے ڈرائیور اس خوف سے قانون کی پابندی کرتے ہیں کہ ان کی خلاف ورزی خود بخود ریکارڈ ہو جائے گی۔ تاہم، اس نظام کو کچھ مشکلات کا بھی سامنا ہے۔ کئی شہریوں نے شکایت کی ہے کہ بعض اوقات چالان غلط نمبر پلیٹ یا غیر متعلقہ گاڑی کے نام پر آ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ، کراچی جیسے بڑے شہر میں جہاں متعدد گاڑیاں جعلی یا غیر رجسٹرڈ نمبر پلیٹس استعمال کرتی ہیں، وہاں نظام کی درستگی پر بھی سوال اٹھائے جاتے ہیں۔ بعض شہریوں نے آن لائن پورٹل کی رفتار اور اپڈیٹ میں تاخیر کی نشاندہی کی ہے، جبکہ کچھ نے چالان کی رقم اور تصویر میں فرق کی شکایت کی۔ پولیس حکام کا کہنا ہے کہ ان مسائل کے حل کے لیے سسٹم میں مسلسل بہتری لائی جا رہی ہے۔ جدید اے این پی آر (Automatic Number Plate Recognition) کیمرے نصب کیے جارہے ہیں جو زیادہ واضح تصویر لیتے ہیں اور نمبر پلیٹ کے حروف و اعداد کو درست طور پر شناخت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ شہریوں کے لیے شکایتی پورٹل قائم کیا گیا ہے جہاں وہ غلط چالان کی تصدیق یا تصحیح کے لیے درخواست دے سکتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق ای چالان سسٹم کراچی جیسے میگا سٹی کے لیے ایک ناگزیر ضرورت بن چکا ہے۔ شہر میں روزانہ لاکھوں گاڑیاں چلتی ہیں، اور دستی طور پر ہر خلاف ورزی کا نوٹس لینا ممکن نہیں۔ ای چالان کے ذریعے نہ صرف ٹریفک قوانین پر عمل درآمد بڑھا بلکہ حادثات کی شرح میں بھی کمی دیکھی جارہی ہے۔ اس کے ساتھ شہر کی ٹریفک مینجمنٹ میں ڈیجیٹل ڈیٹا کے استعمال سے منصوبہ بندی بہتر ہو رہی ہے۔ عوامی سطح پر اگرچہ کچھ مزاحمت موجود ہے، لیکن مجموعی طور پر شہریوں نے اس نظام کو مثبت قدم کے طور پر سراہا ہے۔

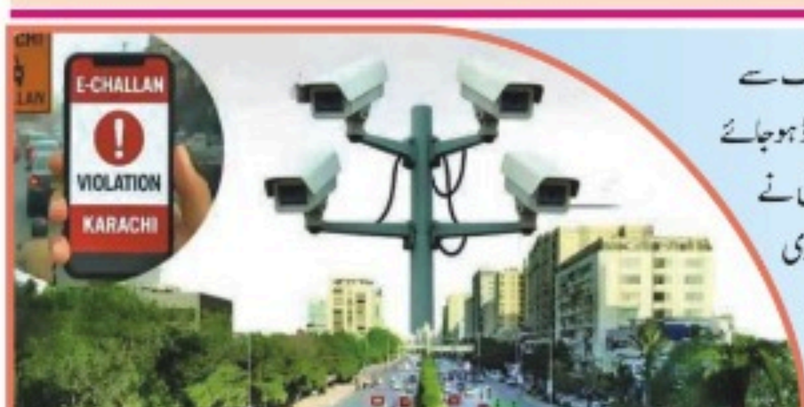

(بقیہ صفحہ نمبر 2)

مقامی حکومت

ریذیڈنٹ ایڈیٹر (کراچی)
شہریار جنجوعہ

ریذیڈنٹ ایڈیٹر (لاہور)
محمد یاسین ظفر

برائے رابطہ:
واٹس ایپ: 0300-8400373
ای میل: muqaami@hotmail.com
پوسٹ بکس 5191 ، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700

قیمت فی شمارہ: 50 روپے | زرسالانہ: 1000 روپے

ایڈیٹر و پبلشر محمد بلال ظفر نے کے وائی پرنٹرز سے چھپوا کر ماڈل ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

پنجاب میں بلدیاتی انتخابات اور حکومتی ذمہ داریاں

اداریہ

بلدیاتی نظام کسی بھی فعال جمہوری نظام کی بنیاد سمجھا جاتا ہے اور اس نظام کی مضبوطی کے لئے بلدیاتی انتخابات کا بروقت انعقاد نہ صرف عوام کو فیصلہ سازی کے عمل کے قریب لاتا ہے بلکہ مقامی سطح پر مسائل کے بہتر حل اور جوابدہی کو بھی یقینی بناتا ہے۔ تاہم پنجاب میں کئی برسوں سے بلدیاتی انتخابات کی تاخیر نے عوامی سطح پر تشویش پیدا کر رکھی ہے۔ ہر چند سال بعد قانون سازی میں تبدیلی، حلقہ بندیوں کے شیڈول کا بار بار واپس لیا جانا، اور انتظامی تیاریوں کا نئے سرے سے آغاز، یہ سب عوامل مل کر انتخابات کے بروقت انعقاد میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔

پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2025 کے نفاذ کے بعد الیکشن کمیشن کو مجبوراً پرانا شیڈول منسوخ کرنا پڑا، جس سے یہ خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ انتخابات ایک بار پھر غیر معینہ مدت کے لیے مؤخر ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ قانون بہتر بنانے کی کوشش کو مثبت سمجھا جا سکتا ہے، لیکن ہر چند سال بعد مقامی حکومتوں کے قانون کے بنیادی ڈھانچے میں تبدیلی سے یہ عمل غیر ضروری طور پر پیچیدہ ہوتا جا رہا ہے۔ اب جبکہ الیکشن کمیشن نے پنجاب حکومت کو نئی حلقہ بندیوں اور نئے قواعد و ضوابط تیار کرنے کے لیے چار ہفتوں کی مہلت دی ہے،، جو ایک مناسب اور جامع وقت ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اس وقت کا صحیح استعمال کرتے ہوئے اس ذمہ داری کو ترجیحی بنیادوں پر نمٹائے۔ کیونکہ اس میں جتنا زیادہ وقت ضائع ہوگا، انتخابات کے انعقاد کا عمل اتنا ہی مشکل اور تاخیر کا شکار ہوگا۔ گو کہ صوبائی حکومت صوبے کی فلاح اور ترقی کے لئے غیر معمولی نوعیت کے منصوبوں پہ کام کر رہی ہے لیکن صوبے میں ترقیاتی مسائل، شہری سہولیات، صفائی، پانی، مقامی ٹرانسپورٹ اور دیگر روزمرہ امور اس وقت تک بہتر انداز میں حل نہیں ہو سکتے جب تک کہ منتخب بلدیاتی نمائندے اس میں فعال کردار ادا نہ کریں۔ عوام بھی چاہتے ہیں کہ اختیارات نچلی سطح تک منتقل ہوں اور فیصلہ سازی ان کے منتخب نمائندوں کے ذریعے ہو۔

امید کی جاتی ہے کہ پنجاب حکومت اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے عوام کے مفاد کو مقدم رکھے گی اور حلقہ بندی کے قواعد بروقت مکمل کر کے الیکشن کمیشن کو بلا تعطل انتخابات کے انعقاد کے لئے اپنا کام کرنے دے گی۔ اس عمل میں شفافیت، سنجیدگی اور بروقت اقدامات نہ صرف جمہوریت کو مضبوط بنائیں گے بلکہ عوام کا اعتماد بھی بحال کریں گے۔ بلدیاتی نظام کی بحالی اب مزید تاخیر کی متحمل نہیں ہو سکتی، یہ وقت جمہوری ذمہ داری نبھانے اور عوام کو ان کا جمہوری حق واپس دینے کا ہے۔ پنجاب کے عوام اپنے منتخب مقامی نمائندوں کے منتظر ہیں۔ یہ وہ وقت ہے جب حکومت مؤثر اقدامات کے ذریعے جمہوری عمل کو آگے بڑھائے اور دیرینہ تاخیر کے سلسلے کو خوش اسلوبی سے ختم کرے۔

این ایف سی ایوارڈ اور مقامی حکومتیں

ڈاکٹر بلال ظفر

پاکستان کا سب سے بڑا چیلنج ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ وسائل کہاں سے آئیں اور کہاں خرچ ہوں۔ اس مقصد کے لئے وفاق اور صوبوں کے درمیان مالی وسائل کی تقسیم کے لیے قومی مالیاتی کمیشن جسے عرف عام میں این ایف سی ایوارڈ بھی کہا جاتا ہے کا ڈھانچہ آئین میں موجود ہے لیکن اس کا اصل مقصد آج تک حاصل نہیں ہو سکا۔ این ایف سی ایوارڈ کی روح یہ ہے کہ وفاق اپنی آمدنی صوبوں کو منتقل کرے تاکہ وہ عوامی فلاح اور ترقیاتی کاموں پر خرچ کر سکیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ صوبوں نے یہ وسائل آگے ضلعی اور مقامی حکومتوں کو منتقل کرنے کے بجائے اپنے ہی دائرہ اختیار میں سمیٹ لیے ہیں۔ جب 18 ویں ترمیم کے ذریعے صوبوں کو مزید اختیارات ملے تو توقع کی گئی تھی کہ مقامی حکومتوں کو بھی اس عمل کا فائدہ پہنچے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ صوبائی حکومتیں وسائل کو نیچے منتقل کرنے کے بجائے زیادہ تر اپنے ہاتھ میں رکھتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ شہری سہولیات تعلیم، صحت، صفائی، پینے کے پانی اور مقامی ترقی کے منصوبے بری طرح متاثر ہوئے۔ عوام براہِ راست جن اداروں سے سہولت چاہتے ہیں یعنی یونین کونسل یا میونسپل ادارے وہ عملی طور پر مفلوج ہیں۔ حالیہ دنوں میں صدر آصف علی زرداری نے 22 اگست 2025 کو گیارہویں این ایف سی ایوارڈ کا اعلان کیا ہے جس کا پہلا اجلاس دسمبر کو وفاقی وزیر خزانہ محمد اورنگزیب کی سربراہی میں ہونے جا رہا ہے۔ اس کمیشن میں چاروں صوبوں کے وزرائے خزانہ کے ساتھ ہر صوبے سے ایک تکنیکی رکن شامل کیا گیا ہے۔ پنجاب سے سابق بیوروکریٹ ناصر محمود کھوسہ، سندھ سے ماہر اقتصادیات ڈاکٹر اسد سعید، خیبر پختونخوا سے ڈاکٹر مشرف رسول سیان اور بلوچستان سے ابتدا میں فرمان اللہ کو نامزد کیا گیا تھا مگر بعد میں صدر نے محفوظ علی خان کو بلوچستان کی نمائندگی کے لیے منظور کر لیا۔ اس نئی تشکیل میں ٹیکس آمدنی کی تقسیم، گرانٹس، قرضہ جات کے اختیارات اور صوبائی و وفاقی اخراجات کے تناسب جیسے اہم معاملات طے کیے جائیں گے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی صوبوں کی شکایات اور تحفظات بھی سامنے آ رہے ہیں۔ خیبر پختونخوا حکومت نے واضح کیا ہے کہ اگر ان کے مطالبات تسلیم نہ کیے گئے تو وہ معاملہ عدالت میں لے جائیں گے۔ ان کا موقف ہے کہ فاٹا کے انضمام کے بعد صوبے کو اپنے حصے کے مطابق وسائل نہیں دیے جا رہے۔ دوسری طرف وفاقی وزارت خزانہ کی رپورٹ یہ بتاتی ہے کہ گزشتہ مالی سال میں وفاق نے صحت، تعلیم اور سماجی تحفظ جیسے شعبوں پر 638 ارب روپے خرچ کیے حالانکہ یہ شعبے آئینی طور پر صوبوں کو منتقل کیے جا چکے ہیں۔ اس میں سے صرف بینظیر انکم سپورٹ پروگرام پر 350 ارب روپے خرچ ہوئے۔ یہ صورتحال اس حقیقت کو مزید اجاگر کرتی ہے کہ وسائل کی تقسیم آئینی طور پر نیچے منتقل ہونے کے باوجود عملی طور پر ابھی تک صوبوں اور وفاق کے درمیان الجھی ہوئی ہے۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں یہ اصول طے ہے کہ وسائل وہاں خرچ ہوں جہاں عوام رہتے ہیں۔ بھارت میں پنچایتی راج کا نظام اس کی مثال ہے جبکہ یورپی ممالک میں بلدیاتی ادارے ٹیکس اکٹھے بھی کرتے ہیں اور مقامی ترقی پر خود خرچ بھی کرتے ہیں۔ پاکستان میں صورتحال اس کے برعکس ہے۔ یہاں صوبائی حکومتیں مقامی اداروں کو بااختیار بنانے سے کتراتی ہیں کیونکہ سیاسی قیادت اپنے اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کو اپنی طاقت میں کمی سمجھتی ہے۔ این ایف سی ایوارڈ میں صوبوں کو وفاق کے ساتھ بیٹھ کر وسائل بانٹنے کا اختیار تو ہے لیکن کیا صوبے خود اپنے ضلعوں اور مقامی حکومتوں کے ساتھ وہی شفاف رویہ اپناتے ہیں؟ جواب افسوسناک ہے۔ دوسری طرف پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں ایک بھی ایسا مکمل اور مستحکم نظام مقامی حکومتوں کا موجود نہیں جو مسلسل اور مؤثر طریقے سے چل رہا ہو۔ ہر حکومت آنے کے بعد اپنے سیاسی مفاد کے مطابق بلدیاتی نظام کو کمزور یا تحلیل کر دیتی ہے۔ اس کا نقصان سب سے زیادہ عوام کو ہوتا ہے۔ اگر کسی گلی میں سیوریج کا نالہ بند ہو، کسی پرائمری اسکول کی عمارت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو یا کسی بنیادی مرکز صحت یا ہسپتال میں دوا نہ ملے تو عوام کے پاس صوبائی اسمبلی کے رکن یا وزیر اعلیٰ کے دفتر جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔ جبکہ دنیا بھر میں یہ مسائل وارڈ کونسلر یا مقامی نمائندہ حل کرتا ہے۔ پاکستان میں حقیقی تبدیلی اسی وقت آئے گی جب این ایف سی ایوارڈ سے صوبوں کو ملنے والے وسائل ایک طے شدہ فارمولے کے تحت مقامی حکومتوں تک پہنچیں۔ اگر صوبوں کو وفاق سے شکایت ہے کہ انکے وسائل انکو صحیح طرح نہیں ملتے تو عوام کو بھی صوبوں سے یہی شکایت ہے کہ ان کے حصے کے وسائل نیچے نہیں آتے۔ اس ڈھلوان پر کھڑا ایسا نظام آخر کب تک چل سکے گا؟ ضرورت اس امر کی ہے کہ آئینی طور پر صوبوں کو پابند کیا جائے کہ وہ این ایف سی ایوارڈ سے ملنے والی آمدنی کا ایک مخصوص حصہ مقامی حکومتوں کو منتقل کریں اور یہ حصہ کسی بھی حکومت یا وزیر اعلیٰ کی صوابدید پر نہ ہو۔ ساتھ ہی مقامی حکومتوں کو آئینی تحفظ کے ساتھ ساتھ مالی اور انتظامی خودمختاری بھی دی جائے تاکہ وہ اپنے علاقے کے مسائل خود حل کر سکیں۔ این ایف سی ایوارڈ اور مقامی حکومتیں ایک ہی زنجیر کی دو کڑیاں ہیں۔ اگر پہلی کڑی مضبوط ہو اور دوسری کمزور چھوڑ دی جائے تو وسائل کی منصفانہ تقسیم کا خواب کبھی پورا نہیں ہوگا۔ پاکستان کو حقیقی معنوں میں ایک فلاحی ریاست بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اختیارات اور وسائل نیچے عوام تک منتقل ہوں، کیونکہ اصل ترقی وہی ہے جو گلی محلے میں نظر آئے نہ کہ صرف اعداد و شمار کی رپورٹوں میں۔

پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2025

(بقیہ صفحہ نمبر 1)

اگرچہ یہ کمیشن بظاہر شفافیت اور خودمختاری کو فروغ دینے کے لیے بنائے گئے ہیں، لیکن ان کی سربراہی اور اراکین کے تقرر میں صوبائی حکومت کا کردار بہت زیادہ ہے، جس سے ان کی آزادی پر سوال اٹھائے جا رہے ہیں۔ اختیارات کی تقسیم کے معاملے میں یہ قانون مقامی حکومتوں کی مختلف سطحوں کے درمیان کوئی تخصیص نہیں کرتا ہے بلکہ پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2025 کے باب 7 میں مقامی حکومتوں کی تمام سطحوں بشمول ٹاؤن کارپوریشنز، میونسپل کارپوریشنز، میونسپل کمیٹیوں اور تحصیل کونسل کے بارے میں کہتا ہے کہ مقامی حکومتیں عوامی خدمات کی فراہمی، صفائی، پانی، تعلیم، صحت، انفراسٹرکچر، شہری منصوبہ بندی، ٹرانسپورٹ اور مقامی ٹیکسوں کے نفاذ کی ذمہ دار ہوں گی۔ جبکہ اگر منطقی طور پر دیکھا جائے مقامی حکومتوں کی مختلف سطحوں کا دائرہ کار آبادی اور انکے انتظامی تقسیم کی بنا پر کیا جاتا ہے اور اجمالاً انکے اختیارات کے دائرہ کار کو بھی عملی طور پر انکے ساتھ مطابقت رکھنا چاہیئے لیکن یہاں پہ اس بات کا قطعی طور پہ کوئی خیال نہیں رکھا گیا۔ بلکہ اس قانون میں تفویض کئے گئے ان اختیارات کو بھی صوبائی حکومت کے نوٹیفکیشن کے ذریعہ متعلقہ ضلعی اتھارٹی کو منتقل کیا جاتا ہے، جس کا مطلب ہے کہ حتمی اختیار اب بھی صوبائی سیکریٹریٹ کے پاس رہے گا۔ سیاسی تجزیہ نگاروں کے مطابق، اگرچہ پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2025 میں نمائندگی اور شمولیت کے پہلو مثبت ہیں، مگر ضلعی اتھارٹی کا قیام ایک پسپائی کے مترادف ہے۔ ماضی میں منتخب چیئرمین یا میئر مقامی حکومت کے پاس انتظامی اختیارات بھی ہوتے تھے۔ مگر اب یہ کردار صوبائی حکومت کے مقرر کردہ انتظامی افسران کے پاس ہے، جس سے "عوامی اختیار بمقابلہ انتظامی اختیار" کی بحث دوبارہ جنم لے چکی ہے۔ گو کہ یہ قانون پچھلے بلدیاتی نظام 2019 کے مقابلے میں زیادہ جامع نظر آتا ہے کیونکہ تحصیل کی سطح پہ شہری اور دیہی اکائیوں کو کسی حد تک واضح کیا گیا ہے لیکن ضلعی سطح پہ اب بھی اس میں ابہام پایا جاتا ہے۔ نمائندگی کی سطح کو بڑھایا گیا ہے، اور مالیاتی خودمختاری کے لیے میکانزم تجویز کیے گئے ہیں۔ تاہم، عملاً ان اختیارات کے نفاذ کے بغیر قانون صرف ایک دستاویزی فریم ورک ہی رہ جائے گا۔ فی الحال، پنجاب میں بلدیاتی انتخابات کے لیے نئی حلقہ بندیاں مکمل نہیں ہو سکیں، جس کے باعث انتخابی عمل میں تاخیر ہو رہی ہے۔ چیف الیکشن کمشنر نے صوبائی حکومت کو ہدایت دی ہے کہ وہ 31 دسمبر 2025 تک تمام ڈیٹا، نقشے اور رولز فراہم کرے تاکہ انتخابات کا شیڈول جاری کیا جا سکے۔

مجموعی طور پر پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2025 ایک وسیع البنیاد قانونی فریم ورک ہے جو اگر مؤثر انداز میں نافذ کیا جائے تو مقامی سطح پر شفافیت، جوابدہی اور عوامی شمولیت کے نئے دروازے کھول سکتا ہے لیکن اگر اختیارات کی منتقلی محض کاغذوں تک محدود رہی اور بیوروکریسی بدستور فیصلہ ساز رہی تو یہ قانون شہریوں کو حقِ حکمرانی دینے اور اختیارات عوام کے دروازے تک پہنچانے کا ایک اور موقع گنوا دینے کے مترادف ہوگا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ پنجاب میں مقامی حکومت کا مستقبل اب صرف قانون کے متن پر نہیں بلکہ اس کے اطلاق کی نیت اور عملی سیاسی عزم پر منحصر ہے۔ اگر صوبائی حکومت واقعی اختیارات عوام کے دروازے تک پہنچانے میں سنجیدہ ہے، تو 2025 کے اس قانون میں مزید بہتری لا کر اسکو پاکستان کی مقامی جمہوریت کے لیے ایک سنگ میل اور قابل تقلید مثال بنا سکتی ہے۔

کراچی میں ای چالان سسٹم کا نفاذ

(بقیہ صفحہ نمبر 1)

خاص طور پر نوجوان نسل، جو ٹیکنالوجی سے واقف ہے، اس نظام کو جدید، شفاف اور مؤثر سمجھتی ہے۔ مستقبل میں اس سسٹم کو مزید بہتر بنانے کے لیے اسے نادرا، ایکسائز، اور شہری ڈیٹا بیس سے مکمل طور پر ہم آہنگ کرنے پر کام جاری ہے تاکہ ہر گاڑی کا ریکارڈ ریئل ٹائم میں دستیاب ہو۔ کراچی کے ای چالان سسٹم نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ اگر جدید ٹیکنالوجی کو درست نیت اور عوامی شمولیت کے ساتھ استعمال کیا جائے تو شہری نظم و ضبط میں نمایاں بہتری لائی جا سکتی ہے۔ یہ نظام محض ایک تکنیکی اصلاح نہیں بلکہ ایک سماجی تبدیلی کی علامت بنتا جا رہا ہے، جو کراچی کو ایک محفوظ، منظم اور جدید شہری ماڈل کی طرف لے جا رہا ہے۔

مقامی حکومتوں کو بااختیار بنانے کیلئے فوری آئینی ترمیم کی جائے

(بقیہ صفحہ نمبر 1)

جس میں تجویز دی گئی ہے کہ آئین میں ایک نیا باب شامل کیا جائے جس کے تحت بلدیاتی انتخابات مقررہ مدت میں لازمی کرائے جائیں، کسی حکومت کو بلدیاتی ادارے قبل از وقت تحلیل کرنے کا اختیار نہ ہو اور بلدیاتی اداروں کو آئینی، انتظامی اور مالیاتی خودمختاری دی جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ آئین کا آرٹیکل 140-اے نامکمل ہے کیونکہ اگرچہ وہ صوبوں کو مقامی حکومتوں کے قیام کا پابند کرتا ہے مگر اس میں ان کی خودمختاری اور تسلسل کی ضمانت نہیں دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ بے اختیار پارلیمنٹ سے بہتر ہے کہ پارلیمنٹ ہو ہی نہ، کیونکہ جب اختیارات عوامی نمائندوں تک محدود رہیں گے اور شہریوں کو فیصلہ سازی میں شامل نہیں کیا جائے گا تو نظام کمزور ہوتا جائے گا۔ وفاقی پارلیمان کو چاہیے کہ وہ مقامی حکومتوں کو آئینی تحفظ دینے کے لیے جامع ترامیم پر غور کرے۔ پنجاب اسمبلی نے اس سلسلے میں اپنی سفارشات وفاق کو ارسال کر دی ہیں اور توقع ہے کہ ان تجاویز کو سنجیدگی سے لیا جائے گا۔ اسپیکر نے بتایا کہ پنجاب اسمبلی میں لوکل گورنمنٹ کاکس فعال کردار ادا کر رہا ہے، جس میں 80 ارکان شامل ہیں جن میں سے اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے مطابق یہ خوش آئند امر ہے کہ تمام جماعتیں اختیارات کی منتقلی کے اصول پر متفق ہیں، کیونکہ مضبوط جمہوریت اسی وقت ممکن ہے جب عوامی نمائندگی نچلی سطح تک پہنچے۔ ملک احمد خان نے سابق حکومت پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ پچھلی حکومت نے اپنے اقتدار کے آغاز پر بلدیاتی ادارے تحلیل کر دیے اور نیا قانون بنانے میں تین سال لگا دیے، جس کے باعث صوبے کے بیشتر شہروں اور قصبوں میں شہری خدمات بری طرح متاثر ہوئیں۔ انہوں نے کہا کہ جہاں میں خود رہتا ہوں وہاں آج بھی ڈرینیج اور صفائی کا مسئلہ حل نہیں ہوا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ جب مقامی حکومتیں ختم کر دی جاتی ہیں تو عوامی مسائل بڑھ جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امن و امان کے قیام میں مقامی حکومتوں کا کردار بنیادی ہے۔ "میں نے فیض آباد اور مری روڈ پر فساد کے دوران ریاستی اداروں پر حملے دیکھے، بلوائیوں کو پولیس پر سیدھی فائرنگ کرتے دیکھا یہ سب اس بات کی علامت ہے کہ جب ریاستی عملداری کمزور ہوتی ہے تو لاقانونیت بڑھتی ہے، اور اس کا حل مقامی سطح پر نظم و نسق کے مضبوط ڈھانچے سے ہی ممکن ہے۔" مولانا فضل الرحمان کے حالیہ بیانات پر تبصرہ کرتے ہوئے ملک احمد خان نے کہا کہ وہ انہیں ایک بڑے سیاستدان کے طور پر احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، تاہم اختلافِ رائے جمہوری عمل کا حصہ ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر 27 ویں آئینی ترمیم بلدیاتی حکومتوں کو آئینی، سیاسی اور مالیاتی تحفظ فراہم کر سکتی ہے تو اس پر مزید تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ عوامی نمائندگی کا دائرہ صرف اسمبلیوں تک محدود نہیں رہنا چاہیے بلکہ ہر شہری کو اپنی گلی، محلے اور شہر کے فیصلوں میں شریک ہونا چاہیے، کیونکہ یہی جمہوریت کی اصل روح ہے۔

سی ڈی اے کا 16 کروڑ روپے کا قبرستانوں کی دیواروں کا ٹینڈر منسوخ

مبینہ طور پر ٹھیکہ کھلنے سے پہلے ہی کام مکمل کرلیا گیا

رضوان اذان

اسلام آباد: کیپٹل ڈیولپمنٹ اتھارٹی (سی ڈی اے) نے چار قبرستانوں کے گرد دیواروں کی تعمیر کے لیے 16 کروڑ روپے مالیت کا ٹینڈر منسوخ کردیا ہے، کیونکہ مبینہ طور پر ٹھیکیکا پہلے ہی کام مکمل کرلیا گیا تھا ذرائع کے مطابق، سی ڈی اے نے حال ہی میں نجی ٹھیکیداروں کے ذریعے چار قبرستانوں کے گرددیواریں تعمیر کروالیں، حالانکہ سی ڈی اے کے اپنے اشتہار کے مطابق ٹینڈر 16 اکتوبر کو کھلنا تھا۔ جب یہ معاملہ منظر عام پر آیا تو سی ڈی اے انتظامیہ حرکت میں آئی اور نہ صرف ٹینڈر منسوخ کردیا بلکہ واقعے کی تحقیقات کا حکم بھی دے دیا۔ تاہم، اب تک اس فراڈ میں ملوث کسی اہلکار کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ سی ڈی اے کے ترجمان شاہد کیانی نے اپنے تحریری بیان میں کہا: ''سی ڈی اے نے ٹینڈرنگ کے عمل میں مبینہ بے ضابطگی کا نوٹس لیتے ہوئے ٹینڈر کو کالعدم قرار دے دیا ہے۔ اس لیے اب یہ ٹینڈر منسوخ سمجھا جائے۔ مزید برآں، تحقیقات کا حکم دیا گیا ہے، اور اگر کسی بدنیتی یا فراڈ کے شواہد ملے تو قانون کے مطابق تادیبی کارروائی کی جائے گی۔'' تاہم، ایک ذرائع نے سوال اٹھایا کہ ''سی ڈی اے کی یہ تحقیقات دراصل کیا ثابت کریں گی؟ دیواریں تو تعمیر ہو چکی ہیں، جو آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہیں۔ ٹینڈر 20 ستمبر کو طلب کیا گیا تھا اور واضح طور پر لکھا تھا کہ بولیاں 16 اکتوبر کو کھولی جائیں گی۔ تمام ریکارڈ دستیاب ہے، پھر بھی سی ڈی اے تحقیقات کا دعویٰ کررہا ہے۔'' ذرائع کے مطابق، شفافیت کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اس فراڈ میں ملوث تمام اہلکاروں کے خلاف

سخت کارروائی کی جائے تاکہ آئندہ کوئی دوسرا افسر اس طرح کے ''جعلی ٹینڈرز'' کے ذریعے پہلے سے کام مکمل نہ کروا سکے۔ ذرائع نے یہ بھی بتایا کہ جب کسی منصوبے کا کام پیشگی کروالیا جاتا ہے، تو ٹھیکیداروں کو یقین ہوتا ہے کہ وہ بغیر کسی مسابقت کے ٹھیکہ حاصل کرلیں گے، جس کے باعث وہ اپنی مرضی سے ریٹس جمع کراتے ہیں، اور اس عمل سے قومی خزانے کو نقصان پہنچتا ہے۔ ایک اور افسر نے سوال اٹھایا کہ ''اگر سی ڈی اے نے ٹینڈر منسوخ کردیا ہے تو ان ٹھیکیداروں کو ادائیگی کون کرے گا جنہوں نے پہلے ہی کام مکمل کرلیا ہے؟ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس معاملے میں ملوث افسران ٹھیکیداروں کو رقم اپنی جیب سے دیں گے یا ان کے لیے کوئی اور انتظام کیا جائے گا۔'' ذرائع کے مطابق، مذکورہ منصوبے کے تحت سی ڈی اے نے سوہان قبرستان (ایکسپریس وے)، شکریال قبرستان (ایکسپریس وے)، مارگلہ ٹاؤن قبرستان، اور ضیاء مسجد کے قریب قبرستان کے گرد دیواریں تعمیر کیں۔ موقع پر معائنہ کرنے پر یہ بھی معلوم ہوا کہ کچھ قبرستانوں میں کام مکمل نہیں ہوا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ بولی سی ڈی اے کے سیکٹر ڈیولپمنٹ ڈویژن نے طلب کی تھی — وہی شعبہ جہاں ایک افسر کو چند سال قبل غیرقانونی پلاٹ الاٹمنٹ کیس میں دوسال کے لیے عہدہ کم کر کے سزادی گئی تھی، لیکن وہ اب بھی سی ڈی اے کے اہم ترقیاتی منصوبوں پر کام کررہا ہے۔ ذرائع کے مطابق، یہ واقعہ سی ڈی اے کے اندر جاری بے ضابطگیوں اور مبینہ ملی بھگت کے بڑھتے ہوئے رجحان کی ایک تازہ مثال ہے، جس سے ادارے کی ساکھ پر سنگین سوالات اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

مقامی حکومتوں کے حوالے سے اعلیٰ سطحی کمیٹی کا اجلاس 8 اکتوبر کو طلب

اسلام آباد: وفاقی حکومت نے ضلعی سطح پر حکمرانی کے نظام میں قانونی، ادارہ جاتی اور انتظامی اصلاحات کے لیے قائم اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی کا دوسرا اجلاس 8 اکتوبر کو وزارتِ قانون وانصاف میں طلب کرلیا ہے۔ اجلاس کی صدارت وفاقی وزیرِ قانون وانصاف کریں گے جبکہ تمام صوبائی چیف سیکریٹریز، گلگت بلتستان اور آزاد جموں و کشمیر کے اعلیٰ حکام شرکت کریں گے۔

دستاویزات کے مطابق اجلاس، جو پہلے 9 اکتوبر کے لیے طے تھا، اب ایک دن قبل منعقد ہوگا۔ اس میں 10 ستمبر 2025 کو ہونے والے پہلے اجلاس کے بعد کی پیش رفت کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔ ایجنڈے میں ضلعی انتظامیہ سے متعلق قانونی دفعات، مجسٹریسی اختیارات کے دائرہ کار، اور منتخب بلدیاتی نمائندوں و انتظامی افسران کے درمیان رابطہ کاری جیسے اہم نکات شامل ہیں۔ کابینہ ڈویژن نے تمام صوبوں کو سات کلیدی سوالات ارسال کیے ہیں جن کے جوابات کی روشنی میں تحریری سفارشات پیش کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ ان سوالات میں ایگزیکٹو افسران کو دیے گئے مجسٹریسی اختیارات کی نوعیت، ڈپٹی کمشنرز کا تعلیم، صحت اور تعمیرات جیسے محکموں پر کنٹرول، ضلعی انتظامیہ اور بلدیاتی نمائندوں کے باہمی تعلقات، اور عدلیہ، پولیس و قانون نافذ کرنے والے اداروں سے رابطہ کاری جیسے امور شامل ہیں۔ ذرائع کے مطابق کمیٹی اس بات کا بھی جائزہ لے گی کہ ضلعی انتظامیہ علاقائی ترقیاتی منصوبوں میں کس حد تک فعال کردار ادا کررہی ہے، اور کن شعبوں میں قانونی یا انتظامی اصلاحات کی فوری ضرورت ہے۔ وزارتوں اور صوبائی محکموں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اجلاس کے لیے اپنی تازہ ترین رپورٹس اور سفارشات پیش کریں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ 8 اکتوبر کو ہونے والا یہ اجلاس ملک میں جاری انتظامی اصلاحات کے سلسلے میں ایک فیصلہ کن مرحلہ ثابت ہوسکتا ہے۔ اگر سفارشات پر عمل درآمد ہوا تو نہ صرف ضلعی سطح پر اختیارات اور جوابدہی کے درمیان توازن پیدا ہوگا بلکہ عوامی خدمات کی فراہمی کا نظام بھی زیادہ مربوط اور مؤثر بنایا جاسکے گا۔

بدعنوانی پر ایکشن کیوں لیا؟ ایم ڈی ''نیکا'' سردار معظم کو ایک بار پھر دھمکیاں موصول

اسلام آباد: نیشنل انرجی ایفیشنسی اینڈ کنزرویشن اتھارٹی (نیکا) کے منیجنگ ڈائریکٹر سردار معظم کو ایک بار پھر دھمکیاں موصول ہوئی ہیں۔ قریبی ذرائع کے مطابق سردار معظم کو نامعلوم افراد کی جانب سے سنگین نتائج کی دھمکیاں موصول ہوئی ہیں، ذرائع کے مطابق ایم ڈی نیکا کو اس سے پہلے بھی دھمکیاں موصول ہوچکی ہیں۔ ذرائع کے مطابق سردار معظم کو پہلی مرتبہ ستمبر 2024 میں اس وقت

دھمکیاں موصول ہوئیں تھیں جب نیکا نے بدعنوانی، غفلت اور دیگر الزامات پر محکمانہ کارروائی کے ذریعے ادارے کے کچھ افسران کو برطرف کیا تھا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ 2024 میں ادارے کے سابق اسسٹنٹ ڈائریکٹر پالیسی سجاد حسین، سابق ڈائریکٹر جنرل منیر احمد اور ڈائریکٹر ذیشان اللہ کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی تھی اور مذکورہ افسران کو ادارے کی پالیسی کے خلاف کام کرنے، بدعنوانی اور غفلت کے الزامات پر برطرف کیا گیا تھا۔ ذرائع کے مطابق ان افسران کے عزیز رشتہ داروں کی جانب سے اس ایکشن پر ایم ڈی نیکا سردار معظم کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دی گئیں تھیں، واقعہ کی ایف آئی آر 13 ستمبر 2024 کو اسلام آباد کے تھانہ سیکرٹریٹ میں درج ہوئی تھی، جس کے مطابق ملزم مفتی عقیل الرحمٰن پیرزادہ نے ایم ڈی نیکا سردار معظم کو ٹیلی فون کیا اور کہا کہ اگر سجاد حسین کیخلاف کوئی کارروائی کی گئی تو انہیں سنگین نتائج کا سامنا ہوسکتا ہے، ذرائع کا کہنا ہے کہ مذکورہ شخص کی جانب سے مذہب کارڈ کھیلتے ہوئے شدید نقصان پہنچانے کی دھمکیاں بھی دی گئیں جو ریکارڈ پر موجود ہیں۔ واضح رہے کہ درج کروائی جانے والی ایف آئی آر کے باوجود مختلف نامعلوم نمبروں سے ملزم مفتی عقیل الرحمٰن کی جانب سے ریکارڈ کی گئی ویڈیو ایم ڈی نیکا، نیکا بورڈ ممبران اور سرکاری ملازمین کو بھیجی گئی، یہ ویڈیو نیکا کے دفتر کے سامنے ریکارڈ کی گئی تھی جس میں ایم ڈی نیکا کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دی گئیں تھیں۔ مذکورہ ویڈیو میں ایم ڈی نیکا سردار معظم کیخلاف جھوٹا پروپیگنڈہ بھی کیا گیا، ذرائع کا کہنا ہے کہ اس معاملے کی اطلاع متعلقہ اداروں کو دے دی گئی ہے تاکہ مزید کارروائی عمل میں لائی جاسکے۔ اس صورتحال کے بعد نیکا کی قیادت اور ادارے میں جاری اصلاحاتی عمل کے حوالے سے سیکیورٹی خدشات میں اضافہ ہوگیا ہے۔

راولپنڈی: ملک بھر کی کنٹونمنٹس میں ڈیجیٹل گورننس اور مالی شفافیت کے لیے اصلاحاتی اقدامات

راولپنڈی: ملٹری لینڈز اینڈ کینٹونمنٹس ڈیپارٹمنٹ نے بدھ کے روز ملک بھر کی کنٹونمنٹس میں ڈیجیٹل گورننس، آٹومیشن اور مالی شفافیت کے فروغ کے لیے جامع اصلاحات متعارف کروادیں۔ ادارے کی جانب سے تیار کردہ تفصیلی اصلاحاتی دستاویز "Fixing the System, Reforms of ML&C, :Fueling the Future Initiatives and Transparency Transformation'' کے عنوان سے باضابطہ طور پر مرتب کر کے پیش کی گئی ہے۔ یہ اصلاحات ڈائریکٹر جنرل ملٹری لینڈز اینڈ کینٹونمنٹس میجر جنرل عرفان احمد ملک کی رہنمائی میں تیار کی گئیں، جن کا مقصد ملک بھر کے کنٹونمنٹ بورڈز کی کارکردگی میں بہتری لانا اور شہری سہولیات کے نظام کو جدید خطوط پر استوار کرنا ہے۔ یہ رپورٹ حال ہی میں سیکریٹری دفاع لیفٹیننٹ جنرل محمد علی کو پیش کی گئی، جنہوں نے ادارے کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے اس رپورٹ کو مستقبل کی پالیسی سازی کے لیے رہنما دستاویز قرار دیا۔ ایم ایل اینڈ سی کے جاری کردہ اعلامیے کے مطابق، رپورٹ میں گزشتہ دو برسوں کے دوران ادارے کی ادارتی پیش رفت، ساختی اصلاحات اور گورننس کے نظام میں تبدیلی کا احاطہ کیا گیا ہے۔ دستاویز میں متعدد اہم شعبوں میں حاصل کردہ کامیابیوں کو یکجا کیا گیا ہے، جن میں ڈیجیٹل گورننس اور آٹومیشن، مالی شفافیت و احتساب کے فریم ورک، ہیومن ریسورس ری اسٹرکچرنگ، کارکردگی پر مبنی نظام، انفراسٹرکچر کی جدید کاری، سروس ڈیلیوری میں بہتری، پالیسیوں کی معیاری سازی اور شہری سہولت کے اقدامات شامل ہیں۔ ان اصلاحات نے ادارے کے کام کرنے کے انداز کو بدل دیا ہے، جسے مؤثر، دیانتدار، شفاف اور عوام دوست حکمرانی کے اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کیا گیا ہے۔ فیصلوں میں ڈیٹا پر مبنی نظام، پالیسی ہم آہنگی اور میدانی سطح پر قابلِ پیمائش احتساب کو شامل کیا گیا ہے تاکہ گورننس زیادہ جوابدہ اور منصفانہ ہو۔ ابتدائی اقدامات کے نتیجے میں نمایاں ادارہ جاتی بہتری سامنے آئی ہے جس نے طویل المدتی اصلاحات کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کی ہے۔ ادارہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ اصلاحات کے تسلسل اور مستقل مزاجی سے ہی ان کامیابیوں کو مزید مستحکم کیا جاسکتا ہے، تاکہ مستقبل میں "عوام دوست، مؤثر مقامی امید حکومت اور شفاف ملٹری لینڈ مینجمنٹ" کے وژن کو عملی شکل دی جاسکے۔ امید کی جارہی کہ ملٹری لینڈز اینڈ کینٹونمنٹس کا یہ ماڈل ملک کی دیگر مقامی حکومتوں کے لئے مثالی گورننسکی ایک قابلِ تقلید مثال ثابت ہوگا ہے۔

چکلالہ کنٹونمنٹ بورڈ کے ارکان کا پانی کی شدید قلت پر احتجاج

راولپنڈی: چکلالہ کنٹونمنٹ بورڈ (سی سی بی) کے منتخب ارکان نے جمعرات کو اجلاس کے دوران راولپنڈی کنٹونمنٹ بورڈ (آر سی بی) کی غفلت کے باعث پانی کی عدم فراہمی پر شدید برہمی کا اظہار کیا اور سی سی بی کے صدر و اسٹیشن کمانڈر سے مسئلے کے فوری حل کا مطالبہ کیا۔ اجلاس کی صدارت اسٹیشن کمانڈر بریگیڈیئر علی انجم سید نے کی، جبکہ نائب صدر ملک اظہر نعیم، سی سی بی کے سینئر افسران اور فوجی حکام بھی شریک تھے۔ تمام منتخب ارکان بشمول راجہ عرفان امتیاز، راجہ پرویز اختر، چوہدری چنگیز خان، چوہدری شہزاد خان، چوہدری نعمان شوکت، محمد جمیل، اجمیر خان، چوہدری خرم اور ایگزیکٹو وسیم نے اجلاس میں شرکت کی۔ یہ اجلاس بریگیڈیئر علی انجم سید کے راولپنڈی اور چکلالہ کنٹونمنٹ بورڈز کے صدر کے طور پر عہدہ سنبھالنے کے بعد پہلا اجلاس تھا۔ منتخب ارکان نے اسٹیشن کمانڈر کو بتایا کہ خانپور ڈیم سے سی سی بی کے لیے روزانہ 4.5 ملین گیلن پانی مختص ہے، لیکن ڈیم بھرے ہونے کے باوجود آر سی بی نے گزشتہ دو ہفتوں سے چکلالہ کے علاقوں کو پانی فراہم نہیں کیا۔ انہوں نے بتایا کہ شہریوں کو مجبوراً نجی واٹر ٹینکرز سے فی ٹینکر 3,000 سے 4,000 روپے تک کے عوض پانی خریدنا پڑ رہا ہے، جو عوام پر اضافی بوجھ ہے۔ ارکان نے زور دیا کہ پانی بنیادی ضرورت ہے اور اس کی فراہمی یقینی بنانا متعلقہ ادارے کی ذمہ داری ہے۔ بریگیڈیئر علی انجم سید نے یقین دہانی کرائی کہ وہ فوری طور پر آر سی بی انتظامیہ سے بات کریں گے تاکہ مسئلہ حل کیا جاسکے اور چکلالہ کے شہریوں کو پانی کی فراہمی بلا رکاوٹ یقینی بنائی جاسکے۔ انہوں نے مزید ہدایت دی کہ سی سی بی صفائی کے انتظام کو بھی بہتر بنائے تاکہ تمام علاقے صاف، سرسبز اور خوبصورت رہیں۔ انہوں نے کہا کہ کنٹونمنٹ کے علاقے صفائی اور خوبصورتی کے لحاظ سے دوسرے علاقوں کے لیے مثالی ہونے چاہئیں۔ اس موقع پر اسٹیشن کمانڈر نے ڈھری حسن آباد ڈسپنسری کے ماہانہ بجٹ میں اضافہ کرتے ہوئے اسے 50,000 روپے سے بڑھا کر 150,000 روپے کر دیا تاکہ ایمرجنسی کی صورت میں ادویات کی فراہمی میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ سی سی بی کے منتخب رکن اور سابق نائب صدر راجہ عرفان امتیاز نے ڈان سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ چکلالہ کنٹونمنٹ میں پانی کی شدید قلت ہے اور روزانہ سو سے زائد شکایات موصول ہوتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سی سی بی نے صدر بریگیڈیئر علی انجم سید کو آگاہ کیا کہ آر سی بی کی غفلت کے باعث خانپور ڈیم سے پانی کی فراہمی بند ہے، جسے سی سی بی اپنے ٹینکوں میں ذخیرہ کر کے شہریوں کو فراہم کرسکتا تھا۔

یاسین ظفر

لاہور: الیکشن کمیشن آف پاکستان کی جانب سے دسمبر میں پنجاب میں بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کے اعلان کے بعد صوبائی حکومت نے پیر کے روز شدید احتجاج کے باوجود پنجاب لوکل گورنمنٹ بل 2025 کو صوبائی اسمبلی سے منظور کروالیا۔ الیکشن کمیشن نے گزشتہ ہفتے پنجاب حکومت کی نئی قانون سازی میں تاخیر کے تمام جواز مسترد کرتے ہوئے اعلان کیا تھا کہ بلدیاتی انتخابات دسمبر کے آخری ہفتے میں پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2022 کے تحت ہوں گے اور حلقہ بندیوں کا عمل شروع کر دیا گیا تھا۔ تاہم، حکومت نے اپوزیشن کے سخت احتجاج کے باوجود بل کو اسمبلی سے ''بلڈوز'' کر دیا۔ اپوزیشن لیڈر معین قریشی کی قیادت میں اپوزیشن ارکان نے اجلاس ملتوی کرنے کا مطالبہ کیا کیونکہ تحریک لبیک پاکستان (ٹی ایل پی) کے احتجاج کے باعث صوبے میں امن وامان کی صورتحال خراب تھی۔ معین قریشی نے بل کو ''متنازعہ اور غیر آئینی'' قرار دیتے ہوئے 37 ترامیم جمع کرائیں، مگر حکومت نے انہیں نظرانداز کردیا۔ مبصرین کے مطابق، حکومت کا یہ اقدام الیکشن کمیشن کے اعلان کو غیر مؤثر بنانے کی ایک کوشش ہے تاکہ آئندہ انتخابات اپنے بنائے گئے نئے قانون کے تحت کروائے جاسکیں۔ اپوزیشن نے بل کی ان شقوں پر اعتراض اٹھایا جو آئین کے آرٹیکل A-140 کی خلاف ورزی کرتی ہیں، جس کے تحت صوبوں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اختیارات سیاسی، انتظامی اور مالی طور پر منتخب نمائندوں کو منتقل کریں۔ تاہم، نئے بل کے مطابق یونین کونسلز کے انتظامی اختیارات غیر معینہ مدت کے لیے معطل رکھے گئے ہیں اور ان کے نفاذ کا فیصلہ حکومت کی آئندہ نوٹیفکیشن سے مشروط کردیا گیا ہے۔ اپوزیشن لیڈر معین قریشی نے کہا کہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ بلدیاتی انتخابات کا پہلا مرحلہ غیر جماعتی بنیادوں پر ہوگا، جس کے بعد منتخب نمائندوں پر دباؤ ڈالا جائے گا کہ وہ حکمران جماعت میں شامل ہوں۔ انہوں نے مزید کہا کہ حکومت نے ضلعی سطح کا نظام مکمل طور پر ختم کر کے صرف تحصیل، ٹاؤن اور میونسپل کارپوریشنز پر مشتمل نیا قائم کیا ہے۔ پی ٹی آئی کے رکن اسمبلی احمر رشید بھٹی نے ڈان سے گفتگو میں کہا کہ بل میں کئی غیر منطقی شقیں شامل ہیں۔ ان کے مطابق، بل کی کلاز 14، سب سیکشن 4 کے تحت تحصیل، ٹاؤن اور میونسپل کارپوریشنز میں اسپیکر کی نشست ہر چار ماہ بعد گھومتی رہے گی، جس سے تسلسل اور فیصلہ سازی متاثر ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ یہی صورتحال ضلعی اور تحصیل چیئرمینز کی بھی ہے، جنہیں چار چار ماہ کے لیے گھومنے والی بنیاد پر مقرر کیا جائے گا، جبکہ ڈپٹی کمشنرز ان اداروں کے مستقل انتظامی سربراہ ہوں گے یعنی اصل اختیارات منتخب نمائندوں کے بجائے انتظامیہ کے پاس رہیں گے۔ احمر بھٹی نے مزید کہا کہ نئے بل میں ایک ووٹر کو صرف ایک ووٹ دینے کا اختیار دیا گیا ہے، جبکہ پہلے وہ نو امیدواروں کے لیے نو ووٹ دے سکتا تھا، جو ووٹر کے آئینی حق کی خلاف ورزی ہے۔ بل کی کلاز 24 کے مطابق، صوبائی حکومت کو کسی بھی بلدیاتی ادارے کو اضافی اختیارات تفویض کرنے یا ان کے معاملات میں مداخلت کا اختیار حاصل ہوگا، جو بلدیاتی خودمختاری کے اصول کے منافی ہے۔ نئے لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2025 کے تحت پنجاب بھر میں ڈسٹرکٹ کونسلز کا نظام ختم کر دیا گیا ہے، جو پیر 13 اکتوبر سے مؤثر ہوگیا۔ اس کے تحت راولپنڈی میں اب 15 بلدیاتی ادارے قائم ہوں گے جن میں ایک میونسپل کارپوریشن، سات تحصیل کونسلز اور سات میونسپل کمیٹیاں شامل ہیں۔ پرانے قانون کے تحت قائم کی گئی تمام حلقہ بندیاں منسوخ کر دی گئی ہیں، جس کے نتیجے میں 35 ڈسٹرکٹ کونسلز، بشمول ڈسٹرکٹ کونسل راولپنڈی اور میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور، تحلیل ہوجائیں گی۔ نئے نظام میں ہر یونین کونسل 22 سے 27 ہزار کی آبادی کی نمائندگی کرے گی اور اس میں 13 ارکان شامل ہوں گے 9 براہ راست منتخب اور 4 مخصوص نشستوں پر (خواتین، نوجوان، مزدور، اور اقلیتیں)۔ یونین کونسل کے چیئرمین اور وائس چیئرمین کا انتخاب انہی ارکان کے ذریعے کیا جائے گا۔ لاہور میں میٹروپولیٹن کارپوریشن کی جگہ اب متعدد ٹاؤن میونسپل کارپوریشنز قائم ہوں گی، جن کی اسمبلیوں میں یونین کونسل چیئرمین بطور ارکان شامل ہوں گے۔ یونین کونسلز کی تعداد 274 سے بڑھ کر 400 سے زائد ہوجائے گی، جبکہ راولپنڈی میں بھی یونین کونسلز کی تعداد میں اضافہ متوقع ہے۔ اپوزیشن کا کہنا ہے کہ نیا قانون بلدیاتی اداروں کو حقیقی معنوں میں بااختیار بنانے کے بجائے انہیں انتظامی کنٹرول کے تابع کر دے گا، جو آئین کی روح کے منافی ہے۔

پنجاب حکومت نے شدید احتجاج کے باوجود پنجاب لوکل گورنمنٹ بل 2025 پنجاب اسمبلی سے منظور کروالیا

پنجاب میں اسموگ بڑھنے پر اسکولوں کے اوقات کار میں تبدیلی، لاہور دنیا کا آلودہ ترین شہر قرار

لاہور: پنجاب حکومت نے صوبے بھر میں بڑھتی ہوئی اسموگ کی شدت کے پیش نظر اسکولوں کے اوقات کار میں تبدیلی کا اعلان کردیا ہے۔ پیر سے تمام اسکول صبح 8:45 بجے کھلیں گے۔ یہ فیصلہ اس وقت سامنے آیا ہے جب لاہور مسلسل تیسرے روز بھی دنیا کے آلودہ ترین شہر کے طور پر ریکارڈ ہوا، جہاں فضائی معیار خطرناک حد تک گر چکا ہے۔ شہر پر اسموگ کی گہری چادر چھا گئی ہے جبکہ مجموعی ایئر کوالٹی انڈیکس (AQI) 412 تک جا پہنچا، جس کے باعث صحت کے حوالے سے وارننگز جاری کر دی گئی ہیں اور ماحولیاتی آلودگی کے ذرائع پر صوبائی سطح پر کریک ڈاؤن شروع کر دیا گیا ہے۔ پنجاب ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (PDMA) نے لاہور، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، قصور، ننکانہ صاحب، فیصل آباد، ملتان، بہاولپور، رحیم یار خان اور خانپور سمیت مشرقی اضلاع میں ہائی الرٹ جاری کردیا ہے۔ ڈی جی پی ڈی ایم اے عرفان علی کاٹھیا کے مطابق موسمیاتی ادارے کی پیشگوئی کے مطابق نومبر سے وسط دسمبر تک اسموگ کی شدت میں مزید اضافہ متوقع ہے۔ پنجاب کے وزیر تعلیم رانا سکندر حیات نے ایکس (سابق ٹوئٹر) پر جاری پیغام میں کہا کہ: ''سردیوں کے اسکول ٹائمنگز صبح 8:45 سے دوپہر 1:30 بجے تک ہوں گے۔'' دوسری جانب صوبائی سینئر وزیر مریم اورنگزیب نے میڈیا بریفنگ میں کہا کہ پنجاب حکومت نے اب ایک جامع ڈیجیٹل اور مصنوعی ذہانت (AI) پر مبنی پیشگوئی کا نظام متعارف کرادیا ہے جو فضائی معیار کے بارے میں عوامی معلومات فراہم کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ نظام پچھلے سالوں کے ڈیٹا کی بنیاد پر تیار کیا گیا ہے اور ماحولیاتی تحفظ ایجنسی (EPA) کی جانب سے روزانہ کی بنیاد پر ایک دن پہلے عوام کے لیے جاری کیا جاتا ہے۔ مریم اورنگزیب نے کہا: ''سب سے پہلے، میں ان تمام افراد سے کہنا چاہتی ہوں جو آج کل خود کو ماحولیاتی ماہر ظاہر کر رہے ہیں کہ اسموگ کوئی نیا یا غیر معمولی مظہر نہیں بلکہ ایک موسمی رجحان ہے۔'' ان کا کہنا تھا کہ ''یہ ممکن نہیں کہ کل AQI 160 ہو اور اگلے ہی دن مقامی آلودگی کی وجہ سے 380 تک پہنچ جائے۔ مریم اورنگزیب نے واضح کیا کہ اسموگ گنز کا استعمال صرف عارضی اور مصنوعی اقدام ہے۔ انہوں نے کہا، ماضی میں اسموگ کے دوران اسکول اور ریسٹورنٹس بند کردیے جاتے تھے مگر اس بار پہلی مرتبہ ہم اسموگ سیزن میں بغیر بندش کے حالات کو سنبھال رہے ہیں۔

پنجاب بلدیاتی انتخابات میں پی ٹی آئی کے سیاسی صفایا کا خطرہ

اسلام آباد: پنجاب میں آئندہ بلدیاتی انتخابات کے حوالے سے تحریک انصاف (پی ٹی آئی) اندرونی اختلافات، تنظیمی بحران اور قانونی پیچیدگیوں کے باعث شدید مشکلات کا شکار ہے، جس کے نتیجے میں پارٹی سیاسی صفایا (وائٹ واش) کے خطرے سے دوچار ہوسکتی ہے۔ بلدیاتی انتخابات دسمبر 2025ء میں متوقع ہیں، تاہم موجودہ حالات میں پی ٹی آئی کی انتخابی میدان میں موجودگی غیر یقینی بنتی جارہی ہے۔ ذرائع کے مطابق پارٹی کا انٹرا پارٹی الیکشن کیس اب تک الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) میں زیر التوا ہے، جس کے باعث پی ٹی آئی اپنے کامیاب امیدواروں کو انتخابی عمل کے بعد جاری کیے جانے والے لازمی پارٹی سرٹیفکیٹس فراہم کرنے کی اہل نہیں ہوگی۔ اس قانونی رکاوٹ کی وجہ سے پی ٹی آئی کے لیے صوبائی سطح پر بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینا تقریباً ناممکن دکھائی دے رہا ہے۔ الیکشن کمیشن نے منگل کے روز اعلان کیا کہ پنجاب میں بلدیاتی انتخابات نئے منظور شدہ "پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2025ء" کے تحت کرائے جائیں گے، جو 2022ء کے ایکٹ کی جگہ لے گا۔ نئے قانون کے مطابق، بلدیاتی انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں گے اور ہر یونین کونسل (یو سی) میں براہ راست منتخب ہونے والے 9 کونسلرز شامل ہوں گے۔ الیکشن کے بعد 30 روز کے اندر کامیاب امیدواروں کو کسی سیاسی جماعت میں شمولیت اختیار کرنا لازمی ہوگا۔ تاہم، ماہرین قانون کا کہنا ہے کہ جب تک پی ٹی آئی کے انٹرا پارٹی الیکشن کیس کا فیصلہ نہیں آتا، پارٹی اپنے امیدواروں کو نہ تو میدان میں اتار سکے گی، نہ ہی کامیاب امیدواروں کو اپنی جماعت میں شمولیت کا وہ اعلان (نوٹیفکیشن) جاری کر سکے گی جو قانون کے مطابق 30 دن کے اندر لازمی ہے۔ یہ انٹرا پارٹی تنازع گزشتہ 19 ماہ سے الیکشن کمیشن میں زیر سماعت ہے، لیکن پی ٹی آئی قیادت اور اس کی قانونی ٹیم کی غیر سنجیدگی اور اندرونی اختلافات کے باعث اس میں کوئی نمایاں پیش رفت نہیں ہوسکی۔ سیاسی تجزیہ کاروں کے مطابق، یہ صورتِ حال پنجاب میں پی ٹی آئی کی پوزیشن کو انتہائی کمزور کررہی ہے۔ ایک وقت میں صوبے کی مقبول ترین سیاسی قوت سمجھی جانے والی پی ٹی آئی اب اس خطرے سے دوچار ہے کہ وہ مقامی حکومتوں کے نظام سے ہی باہر ہو جائے۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ اگر آنے والے ہفتوں میں کوئی بڑی قانونی یا سیاسی پیش رفت نہ ہوئی تو پنجاب کے بلدیاتی انتخابات پی ٹی آئی کیلئے ایک سخت سیاسی دھچکا ثابت ہوں گے خاص طور پر ایسے وقت میں جب پنجاب کو پاکستان کی قومی سیاست کا مرکز تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں صحافیوں پر مقدمات، سنسرشپ اور معاشی استحصال میں اضافہ: رپورٹ

لاہور: شمالی اور وسطی پنجاب میں صحافی بیک وقت کئی خطرات کا سامنا کر رہے ہیں۔ قانونی دباؤ، سنسرشپ، ہراسانی اور معاشی استحصال۔ یہ انکشاف منگل کو جاری ہونے والی فریڈم نیٹ ورک کی دو تازہ تحقیقی رپورٹس میں کیا گیا۔ رپورٹوں کے مطابق، حکومتوں اور اداروں کی جانب سے معاشی دباؤ ایک ''نرم سنسرشپ'' کے طور پر استعمال ہو رہا ہے، جہاں سیاسی بنیادوں پر اشتہارات کی تقسیم، ضلعی نمائندوں کو معمولی یا بغیر معاوضے کے کام پر مجبور کرنا، رپورٹس کی اشاعت روک دینا، اور بائی لائنز حذف کرنا عام رویہ بن چکا ہے۔ شائع ہونے والی دونوں رپورٹس کے عنوانات ہیں: **''شمالی پنجاب میں صحافت: اظہار رائے کی آزادی، معلومات تک رسائی اور صحافیوں کے تحفظ کی صورتحال''** اور **''وسطی پنجاب میں صحافت: اظہار رائے کی آزادی، معلومات تک رسائی اور صحافیوں کے تحفظ کی صورتحال''**۔ یہ رپورٹس انٹرنیشنل میڈیا سپورٹ (IMS) کے تعاون سے تیار کی گئیں اور لاہور میں ایک تقریب کے دوران جاری کی گئیں، جہاں مقررین نے پنجاب حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ صحافیوں کے تحفظ کے لیے وعدہ کردہ قانونی فریم ورک کو عملی شکل دے۔ اس موقع پر فیڈرل کمیشن فار پروٹیکشن آف جرنلسٹس اینڈ میڈیا پروفیشنلز کے چیئرمین کمال الدین ٹیپو مہمانِ خصوصی تھے۔ فریڈم نیٹ ورک کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر اقبال خٹک نے کہا کہ ''ان رپورٹوں کے نتائج ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ ہیں چاہے وہ حکومتِ پنجاب ہو، صحافی تنظیمیں، میڈیا مالکان یا سیاسی جماعتیں۔'' رپورٹوں کے مطابق شمالی پنجاب میں 2025 کے دوران پریوینشن آف الیکٹرانک کرائمز ایکٹ (PECA) کے تحت 31 مقدمات درج کیے گئے، جبکہ آٹھ مزید جھوٹے مقدمات دیگر قوانین کے تحت قائم ہوئے۔ اس کے علاوہ دو جسمانی حملوں کے واقعات بھی رپورٹ ہوئے۔ وسطی پنجاب میں کم از کم 32 پی ای سی اے مقدمات رپورٹ ہوئے، جن میں کئی صحافی پرانی سوشل میڈیا پوسٹس پر بھی قانونی کارروائیوں کا سامنا کر رہے ہیں۔ رپورٹوں میں بتایا گیا کہ ضلعی سطح پر پرنٹ میڈیا تقریباً ختم ہو چکا ہے جبکہ کم اجرت والے ڈیجیٹل پلیٹ فارمز تیزی سے بڑھ رہے ہیں، جنہوں نے صحافیوں کو مزید غیر محفوظ اور دباؤ کا شکار بنا دیا ہے۔ ان پر سرکاری افسران، سکیورٹی اداروں، مقامی با اثر افراد اور جرائم پیشہ گروہوں کی جانب سے دباؤ بڑھ گیا ہے۔

سی سی ڈی کے ساتھ مبینہ پولیس مقابلوں میں 6 مشتبہ افراد ہلاک

لاہور: گزشتہ روز شہر کے مختلف علاقوں میں کرائم کنٹرول ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ ہونے والے مبینہ پولیس مقابلوں میں کم از کم چھ مشتبہ افراد مارے گئے۔ پولیس کے مطابق یہ مقابلے نشتر کالونی، گرین ٹاؤن اور ہربنس پورہ کے علاقوں میں پیش آئے۔ پولیس حکام کے مطابق دو مشتبہ افراد رنگ روڈ کے قریب شہریوں سے لوٹ مار کر رہے تھے جب اطلاع ملنے پر سی سی ڈی کی ٹیم موقع پر پہنچی۔ مشتبہ افراد نے پولیس پارٹی پر فائرنگ شروع کر دی جس کے جواب میں پولیس نے بھی جوابی فائرنگ کی۔ فائرنگ کے تبادلے کے نتیجے میں دو مشتبہ افراد، جن کی شناخت قیصر اور رضا کے نام سے ہوئی، موقع پر ہلاک ہوگئے۔ اسی طرح ہربنس پورہ کے ریلوے پھاٹک کے قریب ہونے والے ایک اور مبینہ مقابلے میں ایک مشتبہ شخص انس ہلاک ہوا۔ پولیس ترجمان کے مطابق نشتر کالونی کے علاقے میں سی سی ڈی کی ایک اور ٹیم نے چار مشتبہ افراد کو دو موٹر سائیکلوں پر سوار دیکھ کر رکنے کا اشارہ کیا، تاہم انہوں نے رکنے کے بجائے پولیس اہلکاروں پر سیدھی فائرنگ کر دی۔ جوابی کارروائی میں فائرنگ کا تبادلہ ہوا جس کے بعد دو مشتبہ افراد، جنہیں بعد میں ولی اور محسن کے نام سے شناخت کیا گیا، مبینہ طور پر اپنے ہی ساتھیوں کی فائرنگ سے ہلاک ہوگئے۔ گرین ٹاؤن میں ایک اور کارروائی کے دوران پولیس ٹیم ایک گرفتار ملزم علی اسد کو برآمدگی کے لیے لے جارہی تھی کہ اس کے مسلح ساتھیوں نے اچانک پولیس پر حملہ کر دیا۔ پولیس کے مطابق جوابی فائرنگ کے دوران علی اسد بھی اپنے ہی ساتھیوں کی گولی سے مارا گیا۔ تمام ہلاک ملزمان کی لاشیں پوسٹ مارٹم کے لیے مردہ خانے منتقل کردی گئیں، جبکہ پولیس نے مختلف تھانوں میں الگ الگ مقدمات درج کر کے مزید تفتیش شروع کر دی ہے۔ پولیس حکام کا کہنا ہے کہ ان تمام کارروائیوں کا مقصد شہر میں بڑھتے ہوئے اسٹریٹ کرائم پر قابو پانا اور شہریوں کے تحفظ کو یقینی بنانا ہے۔

سندھ میں ڈینگی کیسز میں خطرناک اضافہ، محکمہ صحت کی رپورٹ پر شکوک

سید عامر علی شاہ

حیدرآباد: صوبہ سندھ میں ڈینگی کے کیسز میں تشویشناک حد تک اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے، تاہم صوبائی حکومت صورتحال کی سنگینی کو کم ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ محکمہ صحت کی تازہ رپورٹ کے مطابق اکتوبر کے پہلے 20 دنوں میں صوبے بھر میں صرف 276 نئے کیسز رپورٹ ہوئے ہیں، جس کے بعد رواں سال کے مجموعی کیسز کی تعداد 920 بتائی گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق کراچی ڈویژن میں 124، حیدرآباد ڈویژن میں 82، میرپورخاص میں 58، سکھر میں 9، شہید بینظیر آباد میں 2 اور لاڑکانہ ڈویژن میں ایک کیس رپورٹ ہوا ہے۔ تاہم زمینی حقائق محکمہ صحت کے دعووں سے یکسر مختلف ہیں۔ ڈائیگنوسٹک اینڈ ریسرچ لیبارٹری (DRL) کی مختلف شاخوں میں یکم تا 20 اکتوبر کے دوران صوبے (کراچی کے علاوہ) کے مختلف شہروں اور قصبوں سے 24,019 مریضوں کے ٹیسٹ کیے گئے جن میں سے 10,744 افراد ڈینگی وائرس میں مبتلا پائے گئے۔ محکمہ صحت کی رپورٹ میں یہ اعداد و شمار شامل نہیں کیے گئے۔ ذرائع کے مطابق، ان وجوہات کا تعین نہیں ہو سکا کہ ڈی آر ایل کے اعداد و شمار کو سرکاری رپورٹ میں شامل کیوں نہیں کیا جا رہا۔ سرکاری طور پر صرف ایک ہلاکت کی تصدیق کی گئی ہے، لیکن حیدرآباد میں صرف چند دنوں میں 9

(DHO) حیدرآباد نے ایک اعلیٰ افسر کو مراسلہ بھیجا، جس میں کہا گیا کہ ڈی آر ایل کے ایڈمنسٹریٹر کو ہدایت کی جائے کہ وہ حیدرآباد کے ڈینگی پازیٹو کیسز کی روزانہ تفصیلات محکمہ صحت کو فراہم کریں۔

دوسری جانب، محکمہ صحت کے ترجمان سے مؤقف لینے کی کوشش کی گئی تاہم وہ دستیاب نہیں تھے۔

صوبائی وزیر صحت کی ہدایات

ادھر سندھ کی وزیر صحت ڈاکٹر عذرا فضل پیچوہو نے بیان میں کہا ہے کہ صوبائی حکومت نے انسداد ڈینگی مہم کو مزید تیز کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمام اضلاع کو ہدایت جاری کر دی گئی ہے کہ اسپرے مہم، فومیگیشن، اور نکاسی آب کے نظام کو بہتر بنایا جائے تاکہ مچھروں کی افزائش کے مقامات ختم کیے جا سکیں۔ وزیر صحت کے مطابق، تمام ڈپٹی کمشنرز اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسرز کو پابند کیا گیا ہے کہ کہیں بھی پانی کھڑا نہ رہنے دیا جائے، کیونکہ یہی مچھر کی افزائش کا بنیادی سبب ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت شہری و دیہی دونوں علاقوں میں برابر توجہ دے رہی ہے، اور تمام سرکاری اسپتالوں میں ڈینگی علاج کے لیے خصوصی یونٹس قائم کر دیے گئے ہیں جہاں مفت ٹیسٹنگ اور علاج کی سہولت دستیاب ہے۔ ڈاکٹر پیچوہو نے عوام سے اپیل کی کہ وہ گھروں میں پانی کھڑا ہونے سے گریز کریں، مچھر بھگانے والی دوا استعمال کریں، اور بخار کی صورت میں فوراً اسپتال سے رجوع کریں۔ ان کا کہنا تھا کہ: "ڈینگی ایک قابلِ تدارک بیماری ہے، اور اگر حکومت اور عوام مل کر ذمہ داری سے کام لیں تو اسے مؤثر طور پر قابو کیا جا سکتا ہے۔" انہوں نے مزید بتایا کہ صوبائی ڈینگی مانیٹرنگ ٹیمیں متاثرہ اضلاع میں سرگرم ہیں اور روزانہ کی بنیاد پر صورتحال کا جائزہ لے رہی ہیں۔

سینیٹر تاج حیدر برج کو آمدورفت کے لئے کھول دیا گیا

شازیہ سعید

کراچی: سندھ حکومت نے قیوم آباد چورنگی کے نزدیک سینیٹر تاج حیدر برج عوام کے لیے کھول دیا ہے۔ سندھ کے سینئر وزیر شرجیل انعام میمن نے کہا ہے کہ اس پل کا نام مرحوم سینیٹر اور دانشور تاج حیدر کے اعزاز میں رکھا گیا ہے اور یہ کورنگی صنعتی علاقہ اور ملحقہ آبادیوں کے مسافروں کے لیے آمدورفت کو نمایاں طور پر آسان بنائے گا۔ وزیر نے بتایا کہ ابتدائی طور پر پل دس روز کے لیے ایک طرفہ روٹ کے طور پر کام کرے گا تاکہ ٹریفک انتظام درست طریقے سے نافذ کیا جا سکے۔ پل میں عوامی ٹرانسپورٹ اور سائیکلسٹ کے لیے علیحدہ ٹریک بنائے گئے ہیں تاکہ شہریوں کو محفوظ اور تیز سفر کی سہولت میسر ہو۔ انہوں نے کہا کہ پرانا جام صادق پل منہدم کر کے جدید معیار کے مطابق نیا پل تعمیر کیا جائے گا۔ شرجیل میمن نے اس منصوبے کو ییلو لائن بس ریپڈ ٹرانزٹ پروجیکٹ کا اہم جز قرار دیا اور کہا کہ جب ییلو لائن کی بسیں سروس شروع کریں گی تو شہر کے باشندوں کو بھیڑ اور ٹریفک کے دباؤ سے ریلیف ملے گا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ بی آر ٹی منصوبہ ورلڈ بینک کے اشتراک سے تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور سندھ حکومت جلد از جلد لائنز بکمل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس موقع پر وزیر سندھ نے ای ٹکٹنگ اور ای چالان سسٹم کے حوالہ سے بھی شہریوں کو پیغام دیا کہ ٹریفک قوانین کی پاسداری اپنانے سے سب کو فائدہ ہوگا۔ "ہم چاہتے ہیں لوگ مثبت رویہ اپنائیں، ٹریفک قوانین کی پابندی کریں، تو چالان جاری کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، مگر قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف چالان ہوگا۔" انہوں نے کہا۔

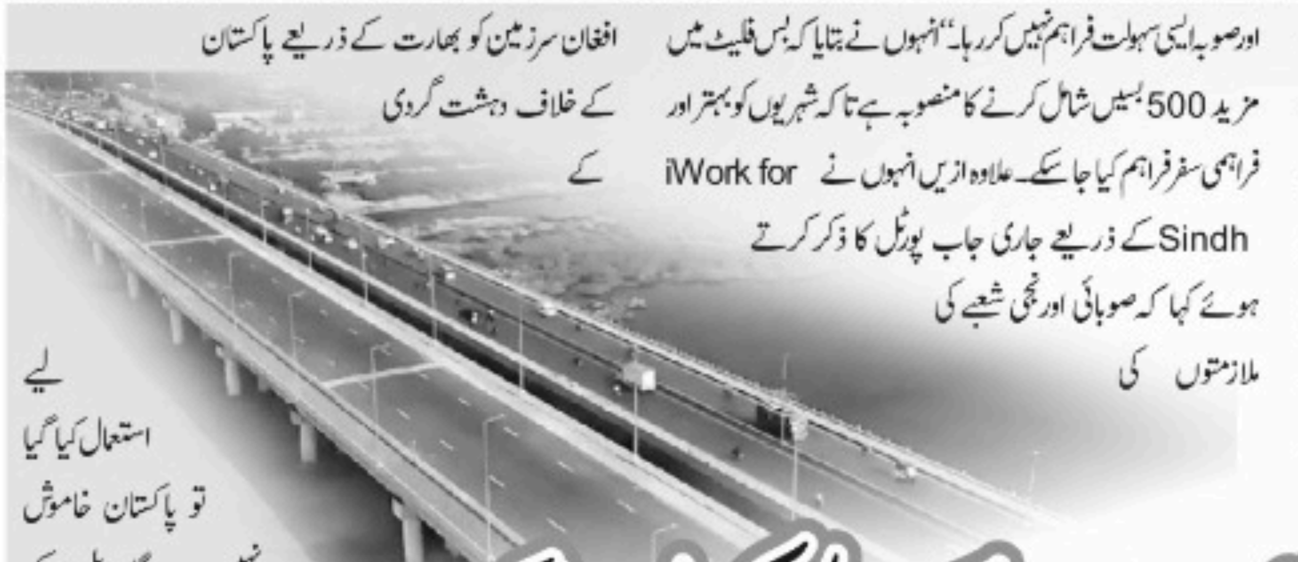

انہوں نے کہا کہ بہت سے حادثات ٹریفک کی خلاف ورزیوں کی وجہ سے ہوتے ہیں اور ہمارا مقصد انسانی جانوں کا تحفظ ہے۔ شرجیل میمن نے مزید کہا کہ سندھ حکومت خواتین ملازمین اور طالبات کے لیے مفت پنک اسکوٹی اسکیم اور مفت تربیتی سروسز مہیا کر رہی ہے، اور "کوئی اور صوبہ ایسی سہولت فراہم نہیں کر رہا۔" انہوں نے بتایا کہ بس فلیٹ میں مزید 500 بسیں شامل کرنے کا منصوبہ ہے تاکہ شہریوں کو بہتر اور فراہمی سفر فراہم کیا جا سکے۔ علاوہ ازیں انہوں نے iWork for Sindh کے ذریعے جاری جاب پورٹل کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ صوبائی اور نجی شعبے کی ملازمتوں کی فہرستیں اس پورٹل سے مربوط کی جا رہی ہیں جبکہ سرکاری آسامیوں کے لیے صوبائی جاب پورٹل کا الگ نظام رہے گا۔ غیر ملکی پالیسی کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں وزیر نے کہا کہ افغانستان ہمارا بھائی ملک ہے اور پاکستان ہمیشہ اس کی حمایت کا حامی رہا ہے، مگر اگر افغان سرزمین کو بھارت کے ذریعے پاکستان کے خلاف دہشت گردی کے لیے استعمال کیا گیا تو پاکستان خاموش نہیں رہے گا۔ پل کے افتتاح کے موقع پر متعلقہ حکام نے عوام سے تعاون کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ تعمیراتی عمل کے دوران حفاظتی ہدایات پر عمل کریں اور عبوری روٹس کا احترام کریں تاکہ آمدورفت میں خلل کم سے کم رہے۔ سندھ حکومت نے عوامی سہولت اور شہر کے انفراسٹرکچر کو بہتر بنانے کے عزم کا اعادہ کیا ہے اور کہا کہ تاج حیدر برج اس سلسلے کی ایک نئی پیش رفت ہے۔

ناصر حسین شاہ کا کراچی کی ترقی کے لیے تمام سیاسی جماعتوں سے تعاون پر آمادگی کا اظہار

کراچی: صوبائی وزیر بلدیات، ہاؤسنگ و ٹاؤن پلاننگ سید ناصر حسین شاہ نے کہا ہے کہ وہ کراچی کی ترقی اور شہریوں کو سہولیات کی فراہمی کے لیے تمام سیاسی جماعتوں اور منتخب نمائندوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کے خواہشمند ہیں۔ اتوار کو صوبائی وزیر محنت سعید غنی کے ہمراہ امیر خسرو روڈ اور اس سے ملحقہ گلیوں کی تعمیرِ نو کے منصوبے سمیت کھیل اور ثقافتی مرکز کا افتتاح کرتے ہوئے ناصر حسین شاہ نے کہا کہ صوبے اور بالخصوص کراچی کی ترقی کے لیے تمام اسٹیک ہولڈرز کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ وہ جماعتِ اسلامی، پاکستان تحریکِ انصاف اور متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم) سمیت تمام سیاسی جماعتوں سے تعاون کے لیے تیار ہیں تاکہ چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری کے وژن کے مطابق کراچی کو ایک جدید اور خوبصورت شہر بنایا جا سکے۔ ناصر حسین شاہ نے کہا کہ سندھ حکومت عوامی مسائل کے حل کے لیے پرعزم ہے اور وہ تمام فریقین کی جانب سے مسائل کی نشاندہی اور ان کے حل کا خیر مقدم کرتی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ کراچی پاکستان کا معاشی مرکز ہے جو قومی خزانے میں 60 سے 70 فیصد تک حصہ ڈالتا ہے، مگر بدقسمتی سے اسے اس کے بدلے میں بہت کم وسائل فراہم کیے جاتے ہیں۔ "وفاقی بجٹ میں سندھ کے حصے پر نظر ڈالیں کیا صرف ایک بی آر ٹی منصوبہ کافی ہے؟ دیگر صوبوں کو سندھ کے مقابلے میں کہیں زیادہ ترقیاتی فنڈز دیے جاتے ہیں،" انہوں نے کہا۔ انہوں نے وفاقی سطح پر صوبوں کے درمیان امتیازی رویے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ دوسرے صوبوں میں صوبائی سڑکیں اور ہائی ویز نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے ذریعے تعمیر کی جاتی ہیں لیکن سندھ میں ایسا نہیں۔ "سکھر–حیدرآباد موٹروے آج تک مکمل نہیں ہو سکی،" انہوں نے افسوس کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ چیئرمین بلاول بھٹو زرداری کے وژن کے مطابق کراچی کی خوبصورتی کے منصوبے پر عملدرآمد کے لیے پرعزم ہیں۔ ریڈ لائن بی آر ٹی منصوبے کے حوالے سے ناصر حسین شاہ نے کہا کہ صوبائی وزیر ٹرانسپورٹ شرجیل میمن نے اردگرد کی سڑکوں کی خستہ حالی کا نوٹس لیتے ہوئے فوری مرمت کی ہدایت دی ہے۔ کریم آباد کے دورے کے دوران انہوں نے تسلیم کیا کہ زیرِ گزر گزرگاہ (انڈر پاس) کی تعمیر میں یوٹیلیٹی کے مسائل کے باعث تاخیر ہوئی، تاہم انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ منصوبے کی پیشرفت کی باقاعدہ نگرانی کی جا رہی ہے۔ قومی سلامتی سے متعلق ایک سوال کے جواب میں ناصر حسین شاہ نے کہا کہ پوری قوم اپنی مسلح افواج کے ساتھ کھڑی ہے، جنہوں نے دہشت گردی کے خلاف عظیم قربانیاں دی ہیں۔ "پاکستان نے افغانستان سے ہونے والی دہشت گردی کا بھرپور جواب دیا ہے اور اب دونوں ممالک کے درمیان جنگ بندی مذاکرات جاری ہیں،" انہوں نے بتایا۔ انہوں نے زور دیا کہ دہشت گردی کے مکمل خاتمے اور دہشت گردوں کے ٹھکانوں کو تباہ کرنا ناگزیر ہے۔ وزیر بلدیات نے واضح کیا کہ کراچی میں غیر قانونی تعمیرات اور پانی کی چوری کے خلاف زیرو ٹالرینس پالیسی پر عمل کیا جائے گا۔ انہوں نے شاہراہِ بھٹو کے دوسرے فیز کی تکمیل میں رکاوٹیں دور کرنے پر کراچی کور کمانڈر اور متعلقہ اداروں کا شکریہ ادا کیا۔ سعید غنی نے اس موقع پر کہا کہ وزیر اعلیٰ سندھ کی ٹیم شہر کی ترقی کے لیے سرگرم ہے، اور تمام منتخب نمائندوں کے درمیان تعاون ہی کراچی کی خوبصورتی اور بہتری کی کنجی ہے۔

ہماری کارکردگی کی بدولت دیگر سیاسی جماعتوں کو بھی اپنے حلقوں میں کام کرنے پر مجبور ہونا پڑ رہا ہے۔ چیئرمین نیو کراچی ٹاؤن محمد یوسف

چیئرمین نیو کراچی ٹاؤن محمد یوسف نے نیو کراچی ٹاؤن کے مختلف علاقوں می کام کا جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے اختیار سے بڑھ کر عوامی خدمت انجام دے رہے ہیں، اور آج ہماری کارکردگی کی بدولت دیگر سیاسی جماعتوں کو بھی اپنے حلقوں میں کام کرنے پر مجبور ہونا پڑ رہا ہے۔ دورے کے دوران یو سی 2 چیئرمین احمر خان وائس چیئرمین فیضان قریشی، کونسلرز اور بلدیاتی افسران بھی ان کے ہمراہ موجود تھے۔ چیئرمین محمد یوسف نے موقع پر موجود عوام سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے الیکشن سے قبل عوام سے جو وعدے کیے تھے انہیں نبھانے کے لیے عملی قدم اٹھا رہے ہیں۔ اس وقت 5A4 یو سی 2 کی گلیوں میں ترقیاتی کام تیزی سے جاری ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ سیکٹر کی تمام 38 گلیوں کو پیور بلاک لگا کر مکمل طور پر پختہ کیا جائے تاکہ عوام کو برسوں سے درپیش مشکلات کا خاتمہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہاں کے مکینوں کو شکوہ تھا کہ گزشتہ پندرہ، بیس سال سے ان کے علاقے کی سڑکیں اور گلیاں خستہ حال ہیں، مگر اب ہم نے وعدے کے مطابق کام کا آغاز کر دیا ہے۔ سوئی گیس کمپنی کے کام مکمل ہوتے ہی ہم نے اپنی بلدیاتی منصوبہ بندی کے تحت فوری طور پر سڑکوں کی تعمیر شروع کر دی۔ سوئی گیس کمپنی کی جانب سے جو رقم سڑکوں اور گلیوں کی مرمت کے لیے نیو کراچی ٹاؤن کو ادا کی گئی، ہم اسے عین اسی مقصد کے لیے خرچ کر رہے ہیں تاکہ عوام کی روزمرہ زندگی میں آسانی پیدا ہو۔ چیئرمین محمد یوسف نے کہا کہ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ 5A4 یو سی 2 سیکٹر اپنے علاقے کے ہر مکین کا خیال رکھتی ہے اور سیوریج، پانی اور دیگر بلدیاتی مسائل کے حل کے لیے بھرپور کردار ادا کر رہی ہے۔ یہ کمیٹی علاقے کی اصل روح کی نمائندہ ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم نے پہلے مرحلے میں نیو کراچی ٹاؤن میں 600 گلیوں کی تعمیر و پختگی کا ہدف مقرر کیا ہے، جو انشاءاللہ وقت مقررہ پر مکمل کر لیا جائے گا۔ اس کے بعد دوسرے مرحلے میں مزید 600 گلیوں کو پختہ کرنے کا کام شروع کیا جائے گا۔ اسی طرح سڑکوں کی استرکاری اور بہتری کے لیے بھی منصوبے جاری ہیں۔ چیئرمین محمد یوسف نے کہا کہ یہ کام کر کے ہم عوام پر احسان نہیں کر رہے بلکہ عوام کے ٹیکس کے پیسے عوام پر ہی خرچ کر رہے ہیں تاکہ ان کی زندگی آسان اور سہولت بھری بنائی جا سکے۔ ہم جب اپنی معیاد مکمل ہونے کے بعد عوام کے درمیان واپس آئیں گے تو فخر سے سر اٹھا کر آئیں گے، کیونکہ ہم نے ایمانداری کے ساتھ اپنے وسائل سے بڑھ کر کام کیا ہے۔ محمد یوسف نے بتایا کہ میں جس مقام پر کھڑا ہوں، یہاں ماضی میں ایک گراؤنڈ ہوا کرتا تھا جو کچرے کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکا تھا، اور لوگ بھول گئے تھے کہ کبھی یہاں نوجوان کھیلتے تھے۔ ہم اس مقام کو دوبارہ ایم سی سی گراؤنڈ کی صورت میں بحال کر کے ایک خوبصورت پارک میں تبدیل کریں گے تاکہ علاقے کے عوام کو شام کے وقت معیاری اور صحت مند تفریح گھر کے دروازے پر میسر آ سکے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا مشن نیو کراچی ٹاؤن کو صاف ستھرا، پختہ اور جدید سہولتوں سے آراستہ علاقہ بنانا ہے، اور اس کے لیے ہم دن رات کوشش کر رہے ہیں۔

کے پی اراکینِ اسمبلی کی جانب سے صوبے میں پائیدار امن کے لیے آل پارٹیز کانفرنس بلانے کی تجویز

نثار محسود

خیبر پختونخوا اسمبلی کے اراکین نے پیر کے روز صوبے میں خراب امن و امان کی صورتحال پر سنجیدہ اور جامع مشاورت کے لیے ایوان ہی میں ایک آل پارٹیز کانفرنس (ایم پی سی) منعقد کرنے کی متفقہ تجویز پیش کی تاکہ دیرپا امن کے لیے مؤثر حکمتِ عملی مرتب کی جا سکے۔ اسپیکر بابر سلیم سواتی کی زیرِ صدارت اجلاس میں اراکین نے اس بات پر زور دیا کہ صوبے کے مسائل، خصوصاً امن و امان کے بحران، مشترکہ کوششوں کے بغیر حل نہیں ہو سکتے۔ اسپیکر نے کہا کہ صوبہ تمام سیاسی جماعتوں کا ہے، اس لیے یہاں موجود ایوان کو چاہیے کہ وہ تمام سیاسی جماعتوں کے سربراہان، تھنک ٹینکس، موجودہ و سابق وزرائے اعلیٰ، گورنرز اور قانونی ماہرین کو دعوت دے کر ان کی تجاویز حاصل کرے تاکہ ایک جامع اور مؤثر حکمتِ عملی تشکیل دی جا سکے۔ پیپلز پارٹی کے رکنِ اسمبلی احمد کریم کنڈی نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ فوجی آمروں نے آئین کی خلاف ورزی کی، لیکن جمہوری نظام کو اصل نقصان سیاسی جماعتوں کے باہمی اختلافات نے پہنچایا۔ انہوں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ تمام سیاسی قیادت مل کر فیصلے کرے اور ایسے میں اپوزیشن بھرپور تعاون کرے گی۔ ان کا کہنا تھا کہ آخر ہم اس معزز فورم اسمبلی کو کیوں استعمال نہیں کرتے، جبکہ عوام اپنی مشکلات کے حل کے لیے ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔ اے این پی کے رکن ارباب عثمان نے بھی مجوزہ ایم پی سی کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ ان کی جماعت ہمیشہ کی طرح امن کے لیے قربانیاں دیتی رہے گی۔ حکمران جماعت پی ٹی آئی کے ڈاکٹر امجد علی نے بھی پیپلز پارٹی کی تجاویز سے اتفاق کیا اور کہا کہ جب بھی سیاسی جماعتوں میں اختلافات پیدا ہوتے ہیں تو "اصل قوتیں" اس سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ فوجی آمروں نے ملک پر 36 سال حکومت کی تو ان کی کارکردگی پر سوال اٹھانا بھی ضروری ہے۔ ڈاکٹر امجد علی نے زور دیا کہ تمام سیاسی جماعتوں کو صوبے کے مفاد میں اختلافات بھلا کر ایک ساتھ بیٹھنا چاہیے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ایکشن (ان ایڈ آف سول پاور) آرڈیننس 2019 کے فیصلے کے خلاف خیبر پختونخوا حکومت کی اپیل واپس لینے کے حوالے سے فیصلہ نئی صوبائی کابینہ کے پہلے اجلاس میں کیا جائے گا۔ ڈاکٹر امجد علی نے انکشاف کیا کہ انٹیلی جنس اداروں نے انہیں کٹلنگ ڈرون حملے سے متعلق آواز اٹھانے پر دھمکیاں دیتے رہے، جس حملے میں معصوم بچے، خواتین اور مرد جاں بحق ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ انہیں پی ٹی آئی کے صوبائی صدر، ڈپٹی جنرل صدر اور اپنے بھتیجے کے ذریعے دھمکیاں دی گئیں کہ "تمہیں مثال بنا دیں گے"۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں نیب اور ایف آئی اے کی جانب سے درجنوں نوٹس ملے اور نیب کے دفتر میں انہیں مجرموں کی طرح پیش کیا گیا، جہاں ان کی کردار کشی کی کوشش کی گئی۔ ایک نیب افسر نے ان سے اسلام آباد اور ڈی ایچ اے میں مبینہ جائیدادوں کے بارے میں پوچھا، جس پر انہوں نے جواب دیا کہ اگر ایسی کوئی جائیدادیں ہیں تو انہیں تلاش کریں، نیلام کریں اور رقم سوات کے یتیم بچوں میں تقسیم کر دیں۔ اسپیکر سواتی نے ایوان کو بتایا کہ چیئرمین نیب سے ملاقات میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ اسپیکر آفس میں نیب کی سب آفس قائم کی جائے گی اور منتخب اراکین کے خلاف کسی بھی الزام کو ایک فوکل پرسن کے ذریعے نمٹایا جائے گا۔ اگر کوئی الزام ہوا تو اسے اسپیکر کے چیمبر میں دیکھا جائے گا اور اگر غلط ثابت ہوا تو فوراً واپس کر دیا جائے گا، مگر اگر ثبوت موجود ہوئے تو پھر کارروائی اسپیکر آفس کے ذریعے ہی آگے بڑھے گی۔ انہوں نے کہا کہ اداروں کو اپنے حلف کے مطابق کام کرنا چاہیے۔ اسپیکر نے ہدایت کی کہ منگل کو دوپہر 12 بجے نیب خیبر پختونخوا کے ڈائریکٹر کو میٹنگ کے لیے بلایا جائے۔ اسپیکر سواتی نے کہا کہ ایوان میں ہر شخص پر بات ہو سکتی ہے چاہے وہ کسی بھی ادارے سے تعلق رکھتا ہو مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ خفیہ ادارے اراکین کو نشانہ بنانا شروع کر دیں۔ ایم پی اے حمید الرحمٰن نے کہا کہ 22 فوجی آپریشن کیے گئے اور ہر آپریشن کے بعد ریاست نے دہشتگردی کے خاتمے کا دعویٰ کیا مگر صورتحال اب بھی افسوسناک ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ 1200 کیمرے نصب ہونے کے باوجود افغانستان سے لوگ آسانی سے پاکستان میں داخل ہو جاتے ہیں جبکہ دہشتگرد دندناتے پھرتے ہیں۔ اراکین اسمبلی نے اس بات پر زور دیا کہ ہر شخص کو اپنی پارٹی قیادت سے ملاقات اور مشاورت کا حق حاصل ہے۔ جمعیت علمائے اسلام (ف) کے رکن عدنان خان نے کہا کہ اگر وزیرِ اعلیٰ کا نام ٹوئٹر (ایکس) پر دیے گئے ایک ٹویٹ سے سامنے آ سکتا ہے تو کابینہ اراکین کے نام بھی اسی طرح طے ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب پی ٹی آئی ارکان ایکس پر استعفے دے سکتے ہیں تو نئی کابینہ کے نام بھی اسی پلیٹ فارم پر کیوں نہیں بتائے جاتے؟ انہوں نے کابینہ کی فوری تشکیل کا مطالبہ کیا۔ اسپیکر نے سکھ برادری کو گرونانک کے جنم دن پر مبارکباد بھی دی۔ اجلاس میں ایک قرارداد بھی منظور کی گئی جس میں قبائلی عمائدین اور دیگر اسٹیک ہولڈرز پر زور دیا گیا کہ وہ مقامی سطح پر اور افغانستان کے ساتھ مذاکرات جاری رکھیں تاکہ خطے میں پائیدار امن یقینی بنایا جا سکے۔ قرارداد میں نشاندہی کی گئی کہ حکام اور باجوڑ امن جرگے کے درمیان طے شدہ معاہدے کی خلاف ورزی ہوئی ہے، جس کے تحت طے پایا تھا کہ شہری آبادی کو نشانہ نہیں بنایا جائے گا اور کلیئرنس آپریشن محدود مدت میں مکمل ہوگا، تاہم آپریشن اب بھی جاری ہے۔ مزید برآں ایوان نے ایک اور متفقہ قرارداد منظور کی جس میں وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ بھارت کے زیرِ قبضہ کشمیر میں کشمیریوں کی آزادی کی جدوجہد کی ہر ممکن سطح پر حمایت کرے۔ یہ قرارداد ایم پی اے محمد نسیم خان نے پیش کی۔

تورغر کی خواتین کا صحت اور تعلیم کی سہولتوں میں بہتری کا مطالبہ

مانسہرہ: ضلع تورغر کی ضلعی انتظامیہ کی جانب سے بدھ کے روز منعقدہ پہلے خواتین اوپن فورم میں خواتین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان کے زرعی، تعلیمی اور صحت کے مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جائے۔ جدبہ کے جرگہ ہال میں منعقدہ اس فورم میں مختلف دیہات کی خواتین نے شرکت کی۔ ایک خاتون نے جوڑنے، فصل کاٹنے اور مویشی پالنے جیسے زرعی کاموں میں براہ راست حصہ لیتی ہیں، مگر انہیں وہ زرعی سہولتیں اور مراعات حاصل نہیں جو صوبے کے دیگر علاقوں کے مرد کسانوں کو دی جاتی ہیں۔ اس موقع پر ڈسٹرکٹ ایگریکلچر آفیسر غزالہ یاسمین نے خواتین کو یقین دلایا کہ جیسے ہی ان کی رجسٹریشن مکمل ہو جائے گی اور زرعی کارڈز جاری ہوں گے، انہیں بیج، کھاد اور دیگر سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ انہوں نے خواتین کو کچن گارڈننگ اپنانے کی بھی ترغیب دی تاکہ وہ باعزت روزگار حاصل کر سکیں۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (خواتین) عائشہ بی بی نے اس موقع پر کہا کہ اسکولوں کی کمی کا مسئلہ اعلیٰ حکام کے سامنے اٹھایا جائے گا۔ انہوں نے کہا، "حکومت بچیوں کی تعلیم کو ترجیح دے رہی ہے، لیکن آپ کو بھی اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ بچیاں باقاعدگی سے اسکول جائیں۔" خواتین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ صحت، تعلیم اور زراعت کے بنیادی مسائل کو فوری حل کر کے تورغر کی خواتین کو ترقی کے عمل میں برابر کا شریک بنایا جائے۔

کہا، ''کیا آپ یقین کر سکتے ہیں کہ پورے سابقہ قبائلی علاقے میں صرف ایک ہی پرائمری اسکول ہے، اور 2011 میں ضلع کا درجہ ملنے کے باوجود آج تک کوئی مناسب صحت کی سہولت موجود نہیں؟'' ایک اور شرکاء نے کہا کہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر اسپتال کی تعمیر تقریباً ایک دہائی قبل شروع ہوئی تھی لیکن تاحال مکمل نہیں ہو سکی، جس کے باعث خواتین کو زچگی کے دوران غیر تربیت یافتہ دائیوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ جدبہ میں موجود واحد بنیادی صحت مرکز (BHU) کو تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن آفس میں منتقل کر دیا گیا ہے، جہاں مردوں کی موجودگی کے باعث خواتین جانے سے کتراتی ہیں۔ ایک قبائلی خاتون نے کہا کہ تورغر کی خواتین کھیت

داسو منصوبے کے مزدوروں کا تنخواہوں کی عدم ادائیگی پر قراقرم ہائی وے بلاک

مانسہرہ: داسو ہائیڈرو پاور پراجیکٹ کے درجنوں مزدوروں نے مسلسل دوسرے روز بھی تنخواہوں کی عدم ادائیگی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے قراقرم ہائی وے کو بلاک کر دیا، جس کے باعث خیبر پختونخوا اور گلگت بلتستان کے درمیان ٹریفک کئی گھنٹوں تک معطل رہی۔ جمعہ کے روز مظاہرین نے چھنگ کے علاقے میں قراقرم ہائی وے پر دھرنا دیا اور کمپنی انتظامیہ کے خلاف نعرے لگائے۔ مزدوروں کا کہنا تھا کہ منصوبے پر کام کرنے والی کمپنی طویل عرصے سے ان کی اجرتیں تاخیر سے ادا کر رہی ہے، جس سے ان کے گھروں کے چولہے ٹھنڈے پڑ گئے ہیں اور بچوں کی تعلیم بھی متاثر ہو رہی ہے۔ مزدور محمد بہروم نے کہا، "ہماری اجرتیں کئی ماہ سے رکی ہوئی ہیں، ہم دو وقت کی روٹی کے لیے بھی محتاج ہو گئے ہیں، حکومت کے نوٹیفکیشن کے مطابق 26 ورکنگ دنوں کی ماہانہ اجرت 40 ہزار روپے مقرر کی گئی تھی مگر ہمیں اس کا فائدہ نہیں دیا جا رہا۔" ایک اور مظاہر، محمد جاوید نے کہا کہ ماضی میں کمپنی ہر ماہ کی 8 تاریخ کو تنخواہیں ادا کرتی تھی مگر اب کئی مہینوں سے ادائیگیاں نہیں ہو رہیں، جس کے باعث دکانداروں نے بھی ادھار دینا بند کر دیا ہے۔ مزدوروں نے مطالبہ کیا کہ کمپنی مزدوروں کے قومی لیبر قوانین کے مطابق واجبات ادا کرے اور محکمہ محنت کے جاری کردہ نوٹیفکیشن پر فوری عمل درآمد کرے۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر ان کے مطالبات پورے نہ کیے گئے تو وہ احتجاج میں شدت لائیں گے اور منصوبے پر کام بند کر دیں گے۔ ایک مزدور رہنما نے کہا، "ڈپٹی کمشنر کمپنی کو پابند کرے کہ مزدوروں کے معاوضے مقرر کرے اور انہیں لیبر پالیسی کے تحت تمام مراعات فراہم کی جائیں۔" دوسری جانب، بافہ پکھل انتظامیہ نے قراقرم ہائی وے اور دیگر سڑکوں پر تجاوزات کے خلاف آپریشن شروع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ گندھیان سے شنکیاری تک قراقرم ہائی وے اور دیگر سڑکوں کے اطراف قائم تجاوزات کا تفصیلی سروے مکمل کر لیا گیا ہے اور قبضہ مافیا کو نوٹسز جاری کر دیے گئے ہیں۔ نیاب عباسی نے کہا کہ آپریشن غیر جانبدار ہوگا اور تمام غیر قانونی تعمیرات کو مسمار کیا جائے گا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ علاقے کے کمیونٹی سینٹر کی پرانی و خستہ عمارت کو بھی گرا کر نئی عمارت تعمیر کی جائے گی۔

بلوچستان

سی پیک کے تحت گوادر یونیورسٹی کے طلبہ چین پہنچ گئے

گوادر/ بیجنگ: چین۔پاکستان اقتصادی راہداری کے تحت گوادر یونیورسٹی کے ٹیکنیکل اینڈ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ کے طلبہ کا پہلا گروپ اعلیٰ تکنیکی تعلیم کے لیے چین پہنچ گیا ہے۔ یہ طلبہ اپنے تین سالہ ڈپلومہ پروگرام کے بقیہ ڈیڑھ سال شینڈونگ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس اینڈ ٹیکنالوجی (SICT) میں مکمل کریں گے۔ یہ تعلیمی سنگِ میل 2023 کے اُس معاہدے کا نتیجہ ہے جو گوادر یونیورسٹی، گوادر پورٹ اتھارٹی، چائنا اوورسیز پورٹس ہولڈنگ کمپنی لمیٹڈ (COPHCL) اور SICT کے درمیان طے پایا تھا۔ اس اشتراک کا مقصد گوادر کے نوجوانوں کو عالمی معیار کی تکنیکی تعلیم، جدید مہارتوں اور بہتر روزگار کے مواقع فراہم کرنا ہے۔ تمام تعلیمی اخراجات بشمول ٹیوشن فیس، رہائش اور سفری اخراجات گوادر یونیورسٹی، گوادر پورٹ اتھارٹی اور COPHCL کی جانب سے مکمل طور پر برداشت کیے جا رہے ہیں، جو انسانی وسائل کی ترقی اور نوجوانوں کے بااختیار بنانے کے عزم کی عکاسی کرتا ہے۔ اس منصوبے کی کامیابی میں سابق چیئرمین گوادر پورٹ اتھارٹی پسند خان بلوچ اور وائس چانسلر گوادر یونیورسٹی ڈاکٹر عبدالرزاق صابر کا کلیدی کردار رہا، جبکہ موجودہ چیئرمین نورالحق بلوچ، COPHCL اور SICT کے نمائندوں نے بھی اس وژن کو عملی جامہ پہنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ انسٹی ٹیوٹ کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر منظور احمد نے پروگرام کی قیادت میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ یہ اقدام نہ صرف گوادر کے لیے فخر کا لمحہ ہے بلکہ پاک۔چین تعلقات میں تعلیمی تعاون کی نئی راہیں بھی ہموار کرتا ہے۔ یہ منصوبہ گوادر کے نوجوانوں کے لیے عالمی سطح کی فنی مہارتیں حاصل کرنے اور خطے کے خوشحال مستقبل کی بنیاد رکھنے کی سمت ایک اہم قدم ہے۔

نوجوان صوبے کے مستقبل کے معمار ہیں: مینا مجید بلوچ

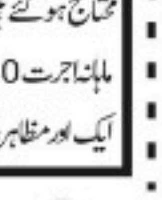

بلوچستان کی صوبائی وزیر برائے کھیل و امورِ نوجوانان مینا مجید بلوچ نے کہا ہے کہ نوجوان ہی صوبے کے مستقبل کے حقیقی معمار ہیں۔ انہوں نے یہ بات کوئٹہ میں منعقدہ نیشنل یوتھ سمٹ 2025 سے خطاب کرتے ہوئے کہی، جہاں انہوں نے تعلیم، ہنر مندی اور روزگار کے مواقع کو بلوچستان کی سماجی و معاشی ترقی کے لیے بنیادی ستون قرار دیا۔ وزیر کھیل و امورِ نوجوانان نے کہا کہ نوجوانوں کو سوشل میڈیا کو مثبت مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں اور خیالات کو تعمیری انداز میں سامنے لا سکیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت بلوچستان نوجوانوں کی فلاح و بہبود کے لیے متعدد اقدامات کر رہی ہے، جن میں یوتھ اسکلز ڈیولپمنٹ پروگرام، کھیلوں کے کمپلیکسز کا قیام، بے نظیر بھٹو اسکالرشپ، اور یوتھ انٹرپرائز اسکیم جیسے منصوبے شامل ہیں۔ مینا مجید بلوچ نے نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ ان مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور اپنے صوبے کی ترقی اور خوشحالی میں فعال کردار ادا کریں۔ ان کا کہنا تھا کہ تعلیم یافتہ، ہنر مند اور پُراعتماد نوجوان ہی بلوچستان کے مستقبل کو روشن بنا سکتے ہیں۔

ماحولیاتی تبدیلی کے حوالے سے آگاہی پھیلانے کی ضرورت ہے، صحافی

(کوئٹہ) سینئر صحافیوں اور سماجی رہنماؤں نے ماحولیاتی تبدیلی کے اثرات سے نمٹنے کیلئے درخت اگانے اور ماحول دوست پالیسی اختیار کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ عوام میں ماحولیاتی تبدیلی کے حوالے سے آگاہی پھیلانے کی ضرورت ہے۔ یہ بات سینئر صحافی سلیم شاہد، کوئٹہ پریس کلب کے جنرل سیکرٹری ایوب ترین، ظفر بلوچ، میر بہرام بلوچ، نذین خان و دیگر نے سماجی تنظیم آئیز کے زیرِ اہتمام کوئٹہ پریس کلب میں نوجوان صحافیوں کے لیے یوتھ لیڈرشپ فار انوائرمنٹ ایڈووکیسی اینڈ ڈیولپمنٹ کے عنوان سے منعقدہ آگاہی سیشن کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ مقررین نے کہا کہ ماحولیاتی تبدیلی صرف ایک ملک یا ریجن کا نہیں بلکہ ایک عالمی مسئلہ ہے جس سے نمٹنے کیلئے لوگوں میں آگاہی پھیلانا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ ترقی یافتہ ممالک نے پلاسٹک اور اس سے بننے والی مصنوعات کے استعمال کو ترک کیا مگر ہم اپنی روزمرہ زندگی میں پلاسٹک کے تھیلوں کا بے دریغ استعمال کر کے ماحول کو مزید خراب کر رہے ہیں۔ ہمیں پلاسٹک کے تھیلوں کا استعمال کم کر کے اس کے متبادل ماحول دوست بیگ استعمال کرنے کے رواج کو عام کرنا ہوگا۔

جرمنی میں مقامی حکومتوں کا نظام

یہ نظام اختیارات کی تقسیم، باہمی تعاون، اور عوامی شرکت کا ایک متوازن نمونہ ہے۔

ڈاکٹر بلال ظفر

جرمنی میں بلدیاتی نظام ایک مضبوط اور قانونی طور پر محفوظ انتظامی ڈھانچہ ہے جو وفاقی طرزِ حکومت (Federalism) کے اصولوں کے تحت مقامی خود انتظام (local self-government) کو عملی شکل بخشتا ہے۔ اس نظام کی بنیاد آئینِ جرمنی یعنی Grundgesetz کی متعلقہ شقوں میں رکھی گئی ہے، جو نہ صرف وفاق اور صوبوں (Länder) کے درمیان اختیارات کی واضح تقسیم کا ضامن ہے بلکہ مقامی حکومتوں کو اپنی نوعیت اور مقامی ضروریات کے مطابق فیصلہ سازی اور انتظامی اختیار دینے کی بھی قانونی گنجائش فراہم کرتی ہے۔ آئینی تحفظ کی وجہ سے جرمنی میں مقامی حکومتوں کو محض مرکزی یا صوبائی انتظامیہ کا ذیلی ادارہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ انہیں ریاست کے اندر ایک خودمختار اور جمہوری شراکت دار کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ آئینی اور قانونی فریم ورک بلدیاتی اداروں کو نہ صرف خدمات کی فراہمی کا ذمہ دار بناتا ہے بلکہ انہیں مقامی معاشی ترقی، سماجی فلاح، شہری منصوبہ بندی اور ماحولیاتی استحکام میں فعال کردار ادا کرنے کے قابل بھی بناتا ہے۔ جرمن ماڈل میں بلدیات کی سیاسی، مالی اور انتظامی خودمختاری کے واضح عناصر پائے جاتے ہیں۔ منتخب میونسپل کونسلز اور میئرز مقامی پالیسی وضع کرتے ہیں، مستقل مالی ذرائع اور ٹیکس کے مخصوص حق مقامی وسائل کو مستحکم بناتے ہیں اور عملی طور پر وفاقی، صوبائی اور مقامی سطح پر باہمی تعاون کے قوی اداراتی طریقے موجود ہیں جو منصوبہ بندی اور فنڈنگ کے عمل کو مربوط رکھتے ہیں۔ تاہم جرمنی کا بلدیاتی نظام محض رسمی یا آئینی متن تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ ایک فعال عملی ڈھانچہ ہے جو ڈیجیٹلائزیشن، شفافیت، عوامی شرکت اور مالیاتی خودانحصاری کے ذریعے اپنے آپ کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھال رہا ہے۔ مقامی حکومتیں Bürgerhaushalt جیسی عوامی شرکت کے ماڈلز، آن لائن گورننس کے قوانین (Onlinezugangsgesetz) اور پبلک-پرائیویٹ پارٹنرشپ کے نئے تجربات کو اپنا کر مقامی سطح پر جائزہ، جوابدہی اور اثر پذیری بڑھا رہی ہیں۔ اسی وجہ سے جرمن بلدیاتی نظام بیرونی ممالک کے لیے ایک عملی مثال بھی بن جاتا ہے۔ دستوری تحفظ کے ساتھ ساتھ حقیقی مالیاتی میکانزم، شفاف پالیسی سازی، عوامی شمولیت اور انتظامی اصلاحات ہونا ضروری ہیں تاکہ مقامی خود انتظام محض نظریاتی آئین کا حصہ نہ رہے بلکہ شہریوں کی روزمرہ ضرورتوں کو پورا کرنے والا موثر نظام بن سکے۔ درج ذیل سطور میں ہم جرمنی کے بلدیاتی ڈھانچے کے مختلف پہلوؤں، انتخابی طریقہ کار، اختیارات کی تقسیم، مالیاتی ذرائع، انتظامی تعاون کے میکانزم، عوامی شمولیت کے جدید آلات اور مقامی حکومتوں کو درپیش چیلنجز کو تفصیل سے اجاگر کریں گے، ساتھ ہی ان اسباق پر بھی روشنی ڈالیں گے جن سے پاکستان اور دیگر ممالک خصوصاً وہ جو مقامی خود انتظامی کو تقویت دینا چاہتے ہیں، فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس تفصیلی جائزے کا مقصد قارئین کو جرمن مقامی حکومت کے عملی ماڈل کی ایک مربوط، واضح اور عملی تصویر فراہم کرنا ہے تاکہ نا صرف وہ اس نظام کے عملی فوائد، حدود اور قابلِ عمل اصلاحی نکات کو بہتر طور پر سمجھ سکیں بلکہ اپنی منتخب حکومتوں اور منتخب نمائندوں سے اس طرح کے عملی نتائج کے حامل نظام کا مطالبہ بھی کر سکیں۔

جرمنی کا وفاقی انتظامی ڈھانچہ:

جرمنی کا انتظامی ڈھانچہ ایک منظم وفاقی نظام پر قائم ہے، جس میں اختیارات اور ذمہ داریاں مختلف سطحوں پر تقسیم ہیں۔ سب سے اوپر وفاقی حکومت (Bund) ہے، اس کے بعد 16 صوبے (Länder) آتے ہیں، جن کے نیچے اضلاع یا ریجنل یونٹس (Kreise یا Landkreise) اور خودمختار شہری اضلاع (kreisfreie Städte) ہوتے ہیں۔ سب سے نچلی اور عوام سے قریب ترین سطح پر بلدیات یا مقامی حکومتیں (Gemeinden یا Städte) کام کرتی ہیں، جو روزمرہ زندگی سے براہِ راست تعلق رکھنے والی عوامی خدمات کی فراہمی کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ بلدیاتی ادارے شہریوں کی بنیادی ضروریات پوری کرنے میں مرکزی کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کے دائرہ کار میں صفائی ستھرائی، سڑکوں کی دیکھ بھال، پانی کی فراہمی، نکاسی آب کا نظام، پرائمری اسکولوں کی عمارات کا انتظام، مقامی منصوبہ بندی، پبلک ٹرانسپورٹ کے کچھ پہلو، فائر بریگیڈ کی خدمات، رہائش سے متعلق پالیسی سازی، اور کمزور طبقوں کے لیے سماجی معاونت شامل ہے۔ دوسری طرف، دیہی اضلاع (Landkreise) نسبتاً بڑے اور مشترکہ نوعیت کے منصوبوں کی نگرانی کرتے ہیں۔ ان میں وہ کام شامل ہیں جو کئی بلدیات کے باہمی تعاون سے انجام پاتے ہیں، جیسے ضلعی ہسپتالوں کا انتظام، بڑے انفراسٹرکچر منصوبے، ضلعی سماجی خدمات (Jugendamt بچوں اور نوجوانوں کی فلاحی ایجنسی)، اور ٹرانسپورٹ کے مربوط منصوبے۔ اس طرح جرمنی کا مقامی حکومتوں کا نظام اختیارات کی تقسیم، باہمی تعاون، اور عوامی شرکت کا ایک متوازن نمونہ ہے، جو ملک کے انتظامی ڈھانچے کو نہ صرف مستحکم بناتا ہے بلکہ عوامی خدمات کو مؤثر اور قابلِ اعتماد بھی رکھتا ہے۔

مقامی خودمختاری کا حق:

جرمنی کا آئین (Grundgesetz) مقامی خودمختاری کو بنیادی حق کے طور پر تسلیم کرتا ہے۔ آرٹیکل 28 کی رو سے بلدیات کو "مقامی خود انتظام'' (kommunale Selbstverwaltung) کا حق حاصل ہے، یعنی وہ اپنی ساخت، اداروں اور بنیادی خدمات کے امور میں آزادانہ فیصلہ کر سکتی ہیں بشرطیکہ قوانین کے دائرے میں رہے۔ یہ آئینی تحفظ بلدیاتی خودمختاری کو سیاسی دھچکوں کے خلاف مضبوط بناتا ہے اور مقامی نمائندوں کو قانونی حیثیت عطا کرتا ہے۔

بلدیاتی نظام کا ڈھانچہ:

بلدیات کے اداراتی ڈھانچے میں عام طور پر دو نمایاں ستون ہوتے ہیں۔ مقامی کونسل/شوراء (Stadtrat / Gemeinderat) اور میئر/صدرِ بلدیہ (Bürgermeister / Oberbürgermeister). کونسل ارکان عموماً براہِ راست عوامی ووٹ سے منتخب ہوتے ہیں اور مقامی پالیسی کا مسودہ اور بجٹ منظور کرتے ہیں۔ میئر کا کردار ریاست اور صوبے کے مطابق بدلتا ہے، کچھ علاقوں میں میئر سیاسی اور انتظامی دونوں ذمے داریاں نبھاتے ہیں، جبکہ بعض حصے دارانہ ماڈلز میں میئر کا کردار زیادہ نمائندہ ہوتا ہے اور انتظامی چیف ایگزیکٹو کسی اور پیشہ ور افسر کو سونپا جاتا ہے۔ میئر اور کونسل دونوں کی مدتِ کار عام طور پر پانچ سال سے نو سال تک مختلف صوبوں میں مختلف ہوتی ہے، اور انتخابی طریقہ کار بھی صوبائی قوانین کی بنیاد پر متعین ہوتا ہے۔ بعض مقامات پر غیر جماعتی الیکشن کی روایت بھی کم و بیش رائج ہے۔

> آئینی تحفظ کی وجہ سے جرمنی میں مقامی حکومتوں کو محض مرکزی یا صوبائی انتظامیہ کا ذیلی ادارہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ انہیں ریاست کے اندر ایک خودمختار اور جمہوری شراکت دار کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔

جرمن بلدیات کے مالیاتی چیلنجز:

مالیاتی اساس کے اعتبار سے جرمن بلدیات کو دو بڑے چیلنج درپیش ہیں۔ خودمختاری کے لیے قابلِ اعتماد محاصل اور وفاقی-صوبائی مالی تقسیم کا پیچیدہ نظام۔ بلدیاتی آمدنی کے اہم ذرائع میں کاروباری ٹیکس (Gewerbesteuer)، پراپرٹی ٹیکس (Grundsteuer)، مقامی فیسیں اور چارجز، اور صوبوں اور وفاق کی جانب سے منتقلیاں شامل ہیں۔ Gewerbesteuer خاص طور پر بلدیات کے لیے اہم مستحکم روایتی محصول ہے جو مقامی کاروباری سرگرمیوں پر لاگو ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بڑی صنعتی یا تجارتی شہروں کی مالی حالت عموماً مضبوط رہتی ہے۔ دوسری طرف وفاقی اور صوبائی سطح پر موجود مالی مساواتی میکانزم دولت اور محصول کی غیر یکساں تقسیم کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ کم وسائل والی بلدیات کو بنیادی خدمات فراہم کرنے کے قابل بنایا جا سکے۔ یہ طریقہ کار جرمنی کے فیڈرل نظام میں یکساں سطحِ زندگی برقرار رکھنے کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے، مگر اس میں بھی سیاسی بحث اور اصلاحات کا عمل جاری رہتا ہے، خاص طور پر ان بلدیات میں جہاں آبادیاتی منتقلی، معمر افراد کی آبادی اور کم ترقی یافتہ دیہاتوں جیسے رجحانات سامنے آئیں۔

مقامی حکومتوں کے درمیان ادارہ جاتی تعاون:

بین البلدیاتی ادارہ جاتی تعاون (inter-municipal cooperation) جرمنی میں عام ہے۔ چھوٹی بلدیات مستقل طور پر خصوصی مقاصدی باڈیز (Zweckverbände)، Verbandsgemeinde یا Samtgemeinde جیسے مشترکہ ادارے بناتی ہیں تاکہ وسائل کو شیئر کر کے اسکول، نکاسی و فراہمی آب، اور بنیادی انفراسٹرکچر جیسے پروجیکٹس کو اقتصادی طور پر چلایا جا سکے۔ بڑے شہروں میں Stadtwerke طرز کی پبلک سروس کمپنیز ہوتی ہیں۔ یہ بلدیاتی کمپنیز توانائی، پانی، عوامی نقل و حمل اور کبھی کبھار ٹیلی کمیونیکیشن خدمات مہیا کرتی ہیں اور مقامی معاشی ترقی کے لیے بھی اہم ہیں۔

بلدیاتی انتخابات اور شہری سہولتوں کی آن لائن فراہمی:

جرمنی میں بلدیاتی انتخابات اگرچہ قومی سیاست سے جڑے ہوتے ہیں، لیکن کئی مقامی علاقوں میں سیاست غیر جماعتی بنیادوں پر بھی ہوتی ہے۔ عوام کی شمولیت کے نئے طریقے جیسے شہری بجٹ میں عوام کی شرکت (Bürgerhaushalt)، کمیونٹی ورکشاپس اور آن لائن مشاورت تیزی سے عام ہو رہے ہیں۔ اسی طرح حکومت نے ڈیجیٹل سہولیات کی فراہمی پر بھی خاص زور دیا ہے۔ آن لائن رسائی کے قانون (Onlinezugangsgesetz) کے مطابق وفاقی، صوبائی اور مقامی ادارے اپنی زیادہ تر خدمات آن لائن فراہم کرنے کے پابند ہیں تاکہ عوام کو آسانی اور شفافیت میسر آ سکے۔

جرمن بلدیاتی نظام کو درپیش جدید چیلنجز:

جرمن بلدیاتی نظام کو کئی جدید چیلنجوں کا سامنا ہے۔ ایک اہم مسئلہ مالیاتی دباؤ اور بجٹ کا تنگ ہونا ہے، خصوصاً چھوٹی اور دیہی بلدیات میں جہاں آبادی گھٹ رہی ہے اور ٹیکس بیس محدود ہے۔ اس کے نتیجے میں بلدیاتی مرجر یا انضمام (municipal consolidation) کی سفارشات با آوازِ بلند کی جاتی ہیں تاکہ انتظامی لاگت کم ہو اور خدمات کی فراہمی مستحکم ہو۔ دوسری جانب تیزی سے بڑھتی ہوئی ماحولیاتی تقاضوں، کاربن کے اخراج میں کمی، پبلک ٹرانسپورٹ کے سبز حل، اور ماحولیاتی انفراسٹرکچر کی سرمایہ کاری نے بلدیاتی وسائل پر نیا بوجھ ڈالا ہے۔ مزید برآں، مہاجرت اور پناہ گزینوں کے نئے دباؤ نے بھی سماجی خدمات اور رہائش کے مطالبات بڑھا دیے ہیں، جس سے مقامی پالیسیاں تیزی سے تبدیل ہو رہی ہیں۔

پاکستان اور دیگر ممالک کے لئے سبق:

جرمنی کے مقامی حکومتوں کے ماڈل سے جو سبق ہم حاصل کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہاں مقامی حکومت محض ریاستی انتظامیہ کا ذیلی ادارہ نہیں اور نہ ہی سیاسی شعبدے بازی کے لئے میسر ایک ایسا آلہ جس سے لوگوں کو انکی بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے نام پہ روزانہ کی بنیادوں پہ بے وقوف بنایا جاتا ہو۔ بلکہ جرمنی کی مقامی حکومت وفاق کی ایک متحرک شراکت دار ہے، جو معاشی ترقی، سماجی بہبود اور ماحولیاتی استحکام میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ اسے آئینی تحفظ، مالیاتی خودمختاری کے واضح ذرائع اور باہمی تعاون کے منظم ادارہ جاتی طریقوں نے مضبوط بنایا گیا ہے۔ پاکستان اور دیگر ممالک کے لیے یہ ایک اہم سبق ہے کہ مقامی حکومتوں کی انتظامی، سیاسی و مالی خودمختاری کی محض ایک شق (A-140) کو آئین میں شامل کرنا کافی نہیں ہوتا، بلکہ موثر مالیاتی نظام، شفاف طرزِ حکمرانی، عوامی شرکت، اور انتظامی اصلاحات ہی اسے حقیقی معنوں میں مؤثر اور پائیدار بناتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ جرمنی کا بلدیاتی نظام ایک مربوط، مگر مسلسل ارتقائی عمل سے جڑا ہوا ایک مکمل انتظامی فریم ورک ہے۔ جہاں آئینی تحفظ، تاریخی وفاقی بندوبست اور جدید تقاضے مل کر مقامی حکومتوں کو نہ صرف خدمات کی فراہمی بلکہ حتمی شہری فلاح و بہبود کے ذمہ دار بھی بناتے ہیں۔ موجودہ دور کے تقاضوں، خصوصاً ڈیجیٹلائزیشن، موسمیاتی تبدیلی اور آبادیاتی تبدیلیوں کے پیشِ نظر، جرمن بلدیات مسلسل اپنے اداراتی ڈھانچے اور مالیاتی ماڈلز کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھال رہی ہیں تاکہ وہ مستقبل میں مزید مؤثر، شفاف اور ہم آہنگ شہری حکمرانی فراہم کر سکیں۔

پنجاب میں خصوصی سعودی انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی جائے گی: مریم نواز

لاہور: وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز نے اعلان کیا ہے کہ صوبے میں خصوصی "سعودی انڈسٹریل اسٹیٹ" قائم کی جائے گی تاکہ مقامی معیشت کو فروغ دیا جاسکے اور غیرملکی سرمایہ کاری خصوصاً سعودی سرمایہ کاروں کے لیے پرکشش مواقع فراہم کیے جائیں۔ اس منصوبے کے تحت سعودی سرمایہ کاروں کو دس سال کے لیے انکم ٹیکس سے مکمل استثنیٰ اور ایک بار کے لیے کسٹم ڈیوٹی سے چھوٹ دی جائے گی۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے یہ اعلان ہفتہ کے روز لاہور میں سعودی پاک جوائنٹ بزنس کونسل کے وفد سے ملاقات کے دوران کیا، جس کی قیادت چیئرمین پاک سعودی بزنس فورم پرنس منصور بن محمد بن سعد السعود کررہے تھے۔ مریم نواز نے وفد کا عربی زبان میں خیر مقدم کیا اور انہیں پنجاب حکومت کے عوامی فلاحی منصوبوں کے بارے میں تفصیلی بریفنگ دی۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب پاکستان کی معاشی ترقی کی ریڑھ کی ہڈی ہے، اور صوبے کے اسپیشل اکنامک زونز میں توانائی، زراعت، مائننگ، سیاحت اور لاجسٹکس جیسے شعبوں میں وسیع سرمایہ کاری کے مواقع موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب کی 12 کروڑ آبادی خصوصاً ہنرمند اور ٹیکنالوجی جاننے والا نوجوان طبقہ اپنے سعودی بھائیوں کے ساتھ زراعت، صنعت اور آئی ٹی کے شعبوں میں شراکت داری کے لیے تیار ہے۔ مریم نواز نے کہا کہ "پنجاب کی سرمایہ کاری پالیسی کا واضح اصول ہے تاخیر نہیں، فوری عملدرآمد۔" انہوں نے بتایا کہ وزیراعلیٰ آفس میں سعودی سرمایہ کاری کے لیے خصوصی فاسٹ ٹریک ڈیسک قائم کیا جارہا ہے تاکہ صنعتی اسٹیٹ کے تمام معاملات بروقت نمٹائے جا سکیں۔ انہوں نے کہا کہ سعودی عرب کے ساتھ کاروباری تعلقات میں توسیع پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان معاشی تعاون کے ایک نئے دور کا آغاز ثابت ہوگی۔ سعودی وفد کے ارکان نے لائیوسٹاک، مائننگ، انفراسٹرکچر، گوشت کی برآمدات اور آئی ٹی سمیت مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری میں گہری دلچسپی ظاہر کی۔ وزیراعلیٰ نے دونوں ممالک کے درمیان مشترکہ ورکنگ گروپس کے قیام کی تجویز بھی پیش کی تاکہ مختلف شعبوں میں عملی پیش رفت کو یقینی بنایا جا سکے۔ مریم نواز نے کہا کہ پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان تاریخی دفاعی معاہدہ دو مقدس مساجد کے تحفظ کے لیے غیر متزلزل عزم کا مظہر ہے اور یہ خطے میں امن کے فروغ کی جانب ایک اہم قدم ہے۔ انہوں نے کہا کہ "دو مقدس مساجد کا تحفظ کوئی حکمت عملی نہیں بلکہ ایک دائمی اعزاز اور فرض ہے۔" وزیراعلیٰ مریم نواز نے خادم الحرمین الشریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز اور ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کی قیادت کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے سعودی عرب کو ترقی کی نئی بلندیوں تک پہنچا کر امتِ مسلمہ کا وقار بلند کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب میں حالیہ سیلاب کے دوران سعودی عرب کی فراخدلانہ مدد بھائی چارے کی روشن مثال ہے، اور اب دونوں ممالک کے درمیان 30، 60 اور 90 دنوں کے عملی منصوبوں کے ذریعے تعلقات کو مزید مضبوط کیا جائے گا۔ وزیراعلیٰ مریم نواز نے کہا کہ "ہم سعودی پاک جوائنٹ بزنس کونسل کو پنجاب کی سرزمین پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ اعلیٰ سطحی وفد دونوں ممالک کے درمیان دائمی محبت اور اخوت کی علامت ہے۔" پرنس منصور بن محمد بن سعد السعود نے کہا کہ وہ صرف سرمایہ کاری کے لیے نہیں بلکہ پاکستانی بھائیوں کی مدد اور تعاون کے لیے آئے ہیں۔ انہوں نے مریم نواز کی قیادت کو متاثر کن قرار دیا اور کہا کہ سعودی وفد پنجاب میں مائننگ کے شعبے میں سرمایہ کاری کے مواقع کا تفصیلی جائزہ لے گا۔

میئر کراچی اور سکھر کی جاپان کے بین الاقوامی میئر فورم میں شرکت

کراچی: کراچی کے میئر بیرسٹر مرتضیٰ وہاب اور سکھر ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کمیل حیدر شاہ نے جاپان کے شہر ٹوکیو میں 14 تا 16 اکتوبر 2025 کو ہونے والے بین الاقوامی میئرز فورم میں شرکت کا اعلان کیا ہے۔ یہ عالمی فورم اقوام متحدہ کے تحت منعقد ہو رہا ہے اور اس کا محور پائیدار ترقی کے مقاصد (SDGs) شہروں کی تحدیات اور اہلیت کو تقویت دینے پر مرکوز ہے۔ فورم کا مضمون "Actions Today for a Resilient Future" ہے اور اس میں مقامی حکومتوں، شہری منصوبہ سازوں، اور رہنماؤں کی شرکت متوقع ہے۔ اس سال کا ایک اہم اجلاس "Advancing national to local adaptation and competitiveness to address the climate crisis" ہوگا، جس میں میئر کراچی بھی بطور پینل رکن شرکت کریں گے۔ اس سیشن میں وہ کراچی کی موسمیاتی موافقت، شہری استحکام کی پالیسیاں، اور ماحولیاتی اقدامات پیش کریں گے۔ سکھر کے میئر کمیل حیدر شاہ نے سوشل میڈیا پر بتایا ہے کہ وہ اس فورم میں سکھر کی کامیاب شروعات جیسے "واٹر اینڈ سیوریج ایکٹ 2023، صفائی اور فضلہ مینجمنٹ اور کلین واٹر پروجیکٹس" کو دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔ ان کا کہنا ہے کہ سکھر نے پائیدار ترقی، شہری شمولیت اور ماحولیاتی تحفظ کو اپنی حکمتِ عملی کا حصہ بنایا ہے اور وہ اس فورم کے مواقع کو عالمی سطح پر شہری برتری کے لیے استعمال کریں گے۔ میئر کراچی اس دوران متعدد بائی لیٹرل ملاقاتیں کریں گے جن میں بین الاقوامی شہر نمائندگان، شہری ترقی کے حکومتی نمائندے اور سرمایہ کاری کے ماہر شامل ہوں گے۔ ان ملاقاتوں کا محور ماحولیاتی اقدامات، شہری جدت، ٹریڈ تعاون اور شہر شراکت داری پر متوقع ہے۔ شرکت کا مقصد کراچی اور سکھر کی عالمی شہروں کے نیٹ ورکس میں شمولیت بڑھانا، ایک دوسرے سے تجربہ حاصل کرنا اور عالمی شہروں کے درمیان تعاون اور انویسٹمنٹ کی راہیں کھولنا ہے۔ یہ اقدام دونوں شہروں کی بڑھتی ہوئی مقامیت و شہریت۔ سفارتکاری کی عکاس ہے۔ یوں میئر کراچی مرتضیٰ وہاب اور میئر سکھر مل کر عالمی سطح پر پاکستان کے شہروں کا نمائندہ بنیں گے اور اپنے شہروں کی ترقی، پائیداری اور ماحولیاتی روشنی میں جدت لانے کی بات کریں گے۔

کراچی و حیدرآباد میں 500 الیکٹرک بسیں چلانے کا اعلان، فضائی آلودگی میں کمی اور جدید ٹرانسپورٹ کا نیا دور شروع ہوگا: شرجیل میمن

کراچی: سندھ کے سینئر وزیر برائے اطلاعات، ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ شرجیل انعام میمن نے کہا ہے کہ صوبائی حکومت کی جانب سے پیپلز گرین ٹرانسپورٹ منصوبے کے تحت کراچی اور حیدرآباد میں 500 آئے گی۔ انہوں نے ہفتے کے روز اپنے بیان میں کہا کہ اس منصوبے کا بنیادی مقصد عوام کو آرام دہ، سستی اور ماحول دوست سفری سہولیات فراہم کرنا ہے تاکہ شہری روزانہ کے سفر میں صاف ستھری اور پائیدار نقل و حمل کے ذرائع استعمال کر سکیں۔ شرجیل میمن نے بتایا کہ منصوبے کے تحت جدید بس ڈپو، الیکٹرک چارجنگ اسٹیشنز، خودکار کرایہ وصولی نظام اور اسمارٹ مانیٹرنگ نیٹ ورک قائم کیا جارہا ہے تاکہ صوبے کا ٹرانسپورٹ ڈھانچہ عالمی معیار کے مطابق ڈھالا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ سندھ حکومت کی یہ کوشش شہری سہولیات کی فراہمی، روزگار کے مواقع میں اضافہ، سرمایہ کاری کے فروغ اور جدید ٹیکنالوجی کے نفاذ کی جانب ایک بڑا قدم ہے۔ انہوں نے کہا کہ صوبے میں ٹرانسپورٹ، توانائی، ماحولیات اور انفراسٹرکچر کیا الیکٹرک بسیں چلانے کا فیصلہ کیا گیا ہے جس سے نہ صرف فضائی آلودگی میں نمایاں کمی آئے گی بلکہ شہری ٹرانسپورٹ کے نظام میں انقلابی بہتری بھی شعبوں میں پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ ماڈل کے تحت متعدد اہم منصوبے جاری ہیں جو سندھ کے شہری اور دیہی علاقوں میں معاشی ترقی اور سہولیات میں بہتری کا باعث بن رہے ہیں۔ ماحولیاتی تحفظ کے حوالے سے شرجیل میمن نے بتایا کہ جامشورو اور ٹھٹھہ میں 41 ہزار ہیکٹر رقبے پر دریائی جنگلات (Riverine Forests) لگانے کا منصوبہ بھی شروع کیا گیا ہے، جو کاربن کے اخراج میں کمی اور قدرتی ماحولیاتی توازن کی بحالی کے لیے ایک تاریخی اقدام ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ حکومت سندھ صوبے میں زرعی شعبے کی جدید کاری کے لیے بھی عملی اقدامات کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں ٹھٹھہ میں ٹماٹر کلسٹر پروسیسنگ پلانٹ کے قیام اور صوبے بھر میں چاول و گندم کی مشینی کاشت کے منصوبوں کے لیے فزیبلٹی اسٹڈیز جاری ہیں۔ شرجیل انعام میمن نے کہا کہ پیپلز گرین ٹرانسپورٹ اور دیگر ترقیاتی منصوبے پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری اور وزیراعلیٰ سندھ کی قیادت کے وژن کے مطابق ہیں، جن کا مقصد سندھ کو ترقی، جدیدیت اور ماحولیاتی پائیداری کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔